



خصوصی شمارہ

القائم المنتظر

شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ

القائم المنتظر

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام حضرت امام مهدی علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ (امام مهدی علیہ السلام) خواہشات کو ہدایت کا پابند کر دیگے جب لوگ ہدایت کو خواہشات کے زیر اثر قرار دے رہے ہوں گے..... پھر وہ تمہیں دکھلانے نگے کہ عادلانہ سیرت کیا ہوتی ہے اور قرآن و سنت کو کس طرح نئی زندگی عطا کی جاتی ہے۔

(نحو البلاغہ، خطبہ ۱۳۸)

یلغار

یہ ایک ایسا لفظ ہے جو گوش گزار ہوتے ہی ایسا لگتا ہے جنگ کا میدان سج گیا ہے۔ دونوں طرف لشکر کے سپاہی طبل جنگ بخت ہی ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے۔ لیکن ایک آواز سب سے پہلے میدان سے اٹھتی ہے اور وہ ہے ”یلغار“۔

اگر ان بیاء اور اوصیاء جن کا سلسلہ حضرت آدم ﷺ سے شروع ہوا اور آج تک وہ سلسلہ قائم ہے اس کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے اور عقل و خرد اور انصاف و عدل کی روشنی کے تحت غور و فکر کریں تو مشاہدات کا سلسلہ بھی آئینہ داری کر رہا ہے کہ تکوین عالم سے دو صفين سینہ تانے ایک دوسرے کے مقابل میں کھڑی ہی نہیں ہیں بلکہ زبردست حملہ کر رہی ہیں اور جنگ کے تمام اسباب کا ذخیرہ دونوں کے پاس ہے جن سے وہ حملہ آور ہوتے ہیں۔ بزم ملائکہ کے سامنے حضرت آدم ﷺ کا پتلا تھا فرمان الٰہی صادر ہوا جیسے ہی اس میں روح پھونکی جائے سب ان کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا۔ جب روح پھونکی گئی سب حکم الٰہی کے مطابق سجدہ میں گر گئے إلَّا أَبْلِيس۔ باز پر ابلیس سینہ تان کے اپنے خالق کے سامنے آ گیا اور جواب دیا میں اس سے افضل ہوں۔ میری تخلیق آتش ہے اور یہ آدم کی تخلیق خاکی ہے۔ جب مردود ہوا اور بزم سے نکالا گیا تو اس نے کہا تھا میں تاقیامت اس کی نسل کو گراہ کروں گا (گویا اس زمین کو انھیں کے خون سے رنگ دوں گا)۔

ابلیس کا پہلا قدم

اقبال نے اسی تناظر کے تحت اپنی زبان میں ایک خاک کی شکل میں یہ کہا کہ خدا فرماتا ہے:

جهان رازیک آب و گل آفریدم، تو ایران و تاتار و زنگ آفریدی

من از خال پولاد ناب آفریدم، تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی

تب آفریدی نہال چمن را، قفس ساختی طایر نغمہ زن را

(میں نے یہ جہان ایک ہی پانی اور مٹی سے پیدا کیا تھا، تو نے اس میں ایران و توران و جیش بنالیے

میں نے خاک سے خالص فولاد پیدا کیا تھا، تو نے اس سے شمشیر و تیر و توپ بنالیے

تو نے اس سے چمن کے درخت کاٹنے کے لیے کھڑی بنالی، نغمہ گاتے ہوئے پرندوں کے لیے قفس بنالیا)

علامہ اقبال کی فکر اسی ابلیسی یلغار کے مفہوم کی ایک جھلک یا خلاصہ ہے جو ہمیں تاریخ بتلارہی ہے۔ جس طرح حق اس ارض

تیسرا قدم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے منجیق تیار ہوئی اور نمرود کی جلائی ہوئی آگ کا زور جب تاریخ میں پڑھتے ہیں تو روگنگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس نمرودی یلغار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حق پرستی اور نبوت کے ابلاغ کی ذمہ دار یوں کی بنا پر آگ کی فطرت بدل گئی اور ایک دل دہلانے والی آگ اور اس کے شعلے مہکتے ہوئے گزار میں تبدیل ہو گئے۔

خاکی پر جلوہ گر ہوتا رہا اسی طرح ایک بہت بڑا شکر اس پر یلغار کرتا رہا۔ قادر مطلق نے اسی بزم مرقوم میں کہا تھا تو میرے نیک بندوں کو کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔ یہ بات ابتداء کی ہے لیکن ابلیس کا سفر ہرگام پر ہنگامہ خیز رہا۔

تاریخ نشاندہی کر رہی ہے کہ پہلا قدم ابلیس کا قابل کی شکل میں اٹھا جس نے ہابیل کو قتل بھی کیا اور اس کی لاش کو کاندھے پر لئے گشت گراز کرتا رہا اور آخر میں اس کی لاش سپر دخاک کر دی۔

چوتھا قدم

ابلیس کی یلغار اور اس کا سلسلہ کب رکنے والا تھا۔ جب جناب ہاجرہ علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے میں رسی کا نشان دیکھا اور واقف حال ہو گئیں تو ایسا صدمہ اور غم و اندوہ میں بنتا ہو گئیں کہ جا بربند ہو گئیں اور وہ صدمہ جان یوا ثابت ہوا۔

پانچواں قدم

ابلیسیت کی یلغار ارض خاکی پر پھیل رہی تھی۔ فرعون کا

ادم ثانی نوح علیہ السلام پر پتھر کی بوچھار ہوتی رہی آپ کی قوم پر جب ابلیسیت کی یلغار نے بہت زیادہ زور پکڑا تھا، صرف ایک سیالاب طوفان کی شکل میں آیا جس نے پس نوح کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ یلغار ابلیسی جس نے عقل انسانی کو اپنے شکنجه میں جکڑ رکھا تھا اس کا حصار ٹوٹ گیا اور ایک نئی دنیا کی مخلوقات نے سکون کی سانس لی۔

فہرست

یلغار.....	۱
امام زمانہ علیہ السلام سے معنوی لگاؤ.....	۷
حضرت امام مہدی علیہ السلام کے انصار میں خواتین کا کردار.....	۱۳
انتظار عدل الٰہی.....	۱۹
عقیدہ مہدویت پر ”رابطہ عالم اسلامی“ کا تحقیقی جواب.....	۲۳
اسماء و القاب حضرت امام مہدی علیہ السلام.....	۲۸

ساتواں قدم

کیا حضرت یوسف ﷺ کے بھائی اس کنوں میں جس کی گہرائی سے پانی نظر نہیں آتا تھا آپ ﷺ کو چینک کہ مطمئن ہو گئے؟ وہی یوسف ﷺ تھے جس نے اپنے بھائیوں کی حاجت روائی کی تھی۔ پورا واقعہ ہر صراطِ مستقیم پر چلنے والے مسافر کو معلوم ہے۔

قلعہ بندی

رقم الحروف نے بعض الانبیاء کے چند ابلیسیت کے یلغار کے اقدام کا ذکر اس لئے کیا کیوں کہ ابلیسیت کی یلغار ہر عہد میں اپنی کثرت کو بڑھاتی رہی اور بڑھاتی رہے گی۔ لیکن اس کا عروج اور زوال بھی مدنظر ہے اس لئے کہ حق پرستوں کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر یہ یلغار و اشرار کا طوفانی سلسلہ روز بروز دنیا کے گوشہ و کنار سے کب تک زور پکڑتا رہے گا اور کیا حق پرستوں کے لئے قادر مطلق نے اسباب اور اسلحے بھی فراہم کر دیجے ہیں یا انھیں ظلم واستبداد کی چکلی میں صرف پستا رہنا مقدور ہے۔ اس سے پہلے کہ ایک تاریخ کا جائزہ لیں۔ امام رضا ﷺ سے اسی نظریہ کے تحت سوال کیا گیا تھا کہ آپ ہماری ہدایت کے لئے کچھ ارشاد فرمائیں۔ امام ﷺ نے فرمایا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَيْكَ قَلْعَةٌ هُوَ جُوْ جِسْ اسَّ کَے اندر دا خل ہوا وہ محفوظ رہے گا لیکن اس میں دا خل

لشکر ایک تباہی کی طرح ایسا سامنے آیا جو حضرت موسیٰ ﷺ کی تمام حق پرستی کے ابلاغ کو محوں میں بہالے جاتا۔ حق تعالیٰ وہ قدرت ہے جو ہر شے پر غالب ہے۔ بقول لسان اللہ مولائے کائنات علی ابن ابی طالب ﷺ کے اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ... بِجَبَرُوتِكَ الَّتِي غَلَبْتَ بِهَا كُلَّ شَيْءٍ دریائے نیل میں بارہ راستے بن گئے۔ اور جب فرعون کا لشکر اس میں داخل ہوا تو سب راستے بند ہو کر پورے لشکر کو غرق آب کر دیا۔ اور عبرت کے لئے فرعون کی لاش کو اس دریائے نیل کے موجودوں میں باقی رکھا۔

چھٹا قدم

جناب مریم ﷺ پر یلغار ہوئی اور ابلیسیت کے پرستاروں نے مجبور سمجھ کر حضرت مریم ﷺ سے پوچھا یہ بچہ کس کا ہے تو آپ نے اشارہ سے کہا میں میں حالت صوم میں ہوں۔ اسی بچے سے پوچھ لو۔ مہد سے حضرت عیسیٰ ﷺ کی آواز بلند ہوئی:

إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ أَتَنْبَىءُكُمْ بِمَا فِي الْكِتَابِ وَجَعَلْنِي نَبِيًّا
پیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے۔

(سورہ مریم، آیت ۳۰)

جمع ابلیسیت کا لرزہ براندام ہوا۔

بِالْقِسْطِ

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح اور روشن دلائل
کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو
نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

(سورہ الحدید، آیت ۲۵)

ایمان والوں کو اشرار کی طاقتیں جتنا بھی مستضعف کر
دیں اس قلعہ میں وہ ان کے یلغار سے محفوظ رہیں گے اور اس
چند روزہ زندگی میں خطرات خود بخود دام توڑتے رہیں گے اور
آخرت کی طویل زندگی کی تعبیر ان کے سامنے ہوگی۔

جب رسالت کے آخری پیغمبر ﷺ نے ہدایت کی
تدوین اور تعلیم مکمل کر دی تو فرمایا اب میرے بعد میرے بارہ
خلیفہ ہوں گے جو مومنین، مستضعفین، محسینین، صالحین اور
نیکوکاروں کے لئے پناہ گاہ ہوں گے اور ان کی حفاظت کریں
گے۔

اسلام کی تاریخ میں بڑے بڑے طوفان آئے، نئے
اسلوب، نئے نئے رنگ، نئے نئے منصوبے سیاست گری کے
نئے روپ آئے جنہوں نے باطل حدیثوں اور روایتوں سے
حقیقی اسلام کو پس پرده لانے کی ناکام سعی کرنے کی کوئی کسر
اٹھا نہیں رکھی لیکن یہ قول رسول پتھر کی لکیر بن کر ابھرتا رہا۔
یہاں تک کہ یزید نے بھرے دربار میں اعلاناً بیان دیا کہ نہ
کوئی رسول آیا تھا اور نہ کوئی وحی۔ اسی دربار میں جناب زینب
سلام اللہ علیہا کا خطبہ اثبات کی دلیل بن کر اس طرح گونجا کہ سننے

ہونے کے کچھ شرائط ہیں اور ان تمام شرائط کی ایک

شرط میں ہوں۔ یعنی ایک شرط امامت ہے۔

وضاحت طلب گو نہیں ہے لیکن بات یقین کی روشنی میں
علم امامت ازلي ہے۔ اس جملہ میں امام علیہ السلام کے علم کی ایک
ایسی جھلک نظر آتی ہے کہ ابلیسی یلغار اور اشرار کے طوفان
چاہے جتنے تیز ہوں اس قلعہ کے احاطہ کے قریب نہیں آسکتے۔
اور مذکورہ بالا بیان میں یہ پایہ نبوت تک قائم ہے کہ
جب اشرار کی طغیانی کا پانی سر سے بلند ہونے لگا تو کس طرح
اسے خداوند متعال نے نہ صرف پسپا کر دیا بلکہ روند کر رکھ دیا۔

مہلت

خداوند متعال نے جب مہلت دی تو اس کا فائدہ
اٹھاتے ہوئے یہ طوفان کہاں رکنے والے تھے؟ مہلت ایک
مدت پر منحصر ہے۔ مدت یعنی یلغاریت طوفان ابلیسی جی بھر
کے قتل و غارت کے تمام منصوبہ تیار کرتے رہیں ایک وقت معین
پر اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ اس مدت میں یلغار ابلیسی کا سفر عہد
بے عہد بڑھتا رہا لیکن خداوند متعال نے اس سے محفوظ اور
مصور رہنے کے لئے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تو ہمارے نیک
بندوں پہ کبھی غلبہ نہ حاصل کر سکے گا اور اس کے لئے ہدایت کا
مکمل انتظام ظاہر اور پراسرار طور پر کر دیا تھا۔ قول الہی ہے:
لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا
مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ۔

یہ دنیا کی عارضی زندگی میں مطلق العنانی کی طرف ایک بھاری اکثریت جہاں نیکوکاروں پر یلغار سمندروں سے ہواں سے زمین پر غلبہ کرنے کو ہر طرف سے بڑے بڑے خطرناک ہتھیار ایجاد ہوچکے ہیں لیکن اللہ کی آخری جنت آخری امام ﷺ جو اللہ تعالیٰ نے ہماری آخرت کو بچانے کے لئے زمین پر قائم رکھا ہے وہ غالباً نہیں ہے۔ سورہ الحمد کو ہر نماز میں ہر رکعت میں دھرا تے ہیں لیکن غور نہیں کرتے وہ کون ہیں جو انعمت، غیر المغضوب اور ولاالضالین کی روشن نشانیاں ہیں۔ سب کو امام مہدی ﷺ کا یقین ہے لیکن اقرار اور انکار ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ بقول علامہ اقبال کے:

مسجدہ خالق کو بھی، الپیس سے یارانہ بھی
حشر میں کس سے عقیدت کا صلمہ مانگے گا؟

ہم سب کا ہمارے ائمہ علیہم السلام پر یہ عقیدہ ہے کہ ہر عہد میں وہ ہمارے یقین کے آئینہ پر گردنبیں بیٹھنے دیتے۔ یہ ہمارے علماء اور وہ خدا پرست حق پرست پاکیزہ نفوس ہیں جن کو ہر عہد میں حضرت ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل رہا ہے۔ ایک لمبی فہرست ہے جن کے پاس آپ ﷺ کی تو قیعادت آتی رہی یا خود نفسِ نفس آپ ﷺ نے ملنے کا شرف دیا۔

کیسے شکر کے سجدے ادا ہوں اس خدا کے جس کے لئے دعائے مشمول میں ارشاد ہو رہا ہے:

يَا شَفِيقُ يَا رَفِيقُ فُكَنِي مِنْ حَلْقِ الْمَضِيقِ

والے کہہ رہے تھے کہ کیا علی ﷺ زندہ ہو گئے یہ فصاحت و بلاغت یہ لہجہ تو ایسا لگ رہا ہے علی ﷺ بول رہے ہیں۔ یہ خطبہ یزید کے بطلان پر ایسا طمانچہ تھا کہ نہ صرف یزید بلکہ سب معین و مددگار بھی بوکھلا اٹھے۔ دربار شام یلغار کا سب سے بڑا حادثہ تھا اور امامت کے پاؤں تلے کچلا گیا۔ کہنا پڑے گا کہ ایسے ہوتے ہیں وہ نفوس جو قلعہ الہی میں اذن دخول کی شرط ہیں۔

امام حسین علیہ السلام نے شب عاشوراً ایک رات کی مہلت دی تھی جس کا ایک مقصد علماء بیان کرتے ہیں یہ بھی تھا کہ یزید کی فوج میں اگر کوئی حق پرست نجع گیا ہے تو وہ بھی آجائے۔ چنانچہ تحقیق جناب حرم ﷺ کے علاوہ بھی کچھ اور ذوات ہیں جن کی طرف اشارہ کیا ہے۔

علمی پس منظر سامنے ہے اور مہلت کی مدت کے تمام ہونے کے تمام مناظر سامنے آرہے ہیں تباہی بر بادی خوزریزی غربت مفلسی انسانیت سوز مظالم برہنگی بر بریت ایک قوم دوسری قوم پر ٹوٹ پڑنے پر آمادہ عیش کوشی سب کچھ تو اپنے عروج کی طرف گامزن ہے۔ اس کے مقابل میں وہ طرز زندگی جس کی تعلیم ختم المرسلین نے دی تھی وہ بھی زندہ اور تابندہ ہے۔ گویا انسانیت اور بشریت کی افضلیت اور آخرت کی نوید چاروں طرف سے آ رہی ہے کہ اے خدا کے بندوں کتاب اور میزان کے دامن سے واپسی ہی تھیں لا الہ الا اللہ کے قلعہ میں محفوظ رکھے گی۔ کتاب کہہ رہی ہے بَقِيَّةُ اللَّهِ خَيْرٌ

مطلوب ہے کہ اس زمانے میں ہر مومن کو پھونک پھونک کر زندگی بسر کرنے کے لئے قدم رکھنا چاہیے اس لئے کہ یلغاریت

آتش نمرود کے تمام سازشوں کو کاندھے پر لئے اقصائے عالم میں پھیل رہی ہے جو ہری تنصیبات سے دنیا لرز رہی ہے سیاست گیری کے پنج غریبوں مغلسوں نادانوں اور کمزور لوگوں کی اکثریت کی طرف انکا خون چونے کے لئے بڑھ رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے انسانیت کے دم توڑنے میں زیادہ مدت نہیں لگے گی۔ لیکن وہ خدا وہ ہے جسکی ذات لا شریک ہے۔ جو قادر مطلق ہے۔ اور خالق کائنات ہے اُس نے ایسا قلعہ زمین پر مضبوط بنیادوں کے ساتھ قائم کر دیا ہے، جسکے دروازے کی کلید قائم آل محمد ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ جو ہوش و قرأت کے ساتھ اپنے آقا ولی العصر ﷺ کے اشاروں پر اور ہدایتوں کے بیانات جو ہمارے علماء با صفات ہیں حق پرست ہیں ہمیں آگاہی دیتے رہتے ہیں اور اسی خط پر ہماری قوم چلتی رہے گی۔ ہر طرف سے ہرزاویے سے ہمیں ہماری قوم کو تاصح ظہور محفوظ رکھے گا۔ وہ ولی ہیں مفتوح الابواب کے اور وہ دلیل امتحرین کا مفہوم ہیں لہذا ہر لمحہ، ہر آن، ہر شیعہ کو ہوشیار رہنا چاہیے تاکہ اندر وہی اور بیرونی سازشوں کی یلغار سے محفوظ رہ کر اپنی آخرت کو روشن اور انجام خیر کی طرف گامزن کریں۔

اے مہربان اے دوست مجھے تنگ گھیرے سے
آزاد کر

ہمارے رب ہمارے مالک ہمارے خالق اللہ نے ہمارے لئے اس دنیا میں پناہ گاہ قائم کی جس کی بشارت دی ہمارے رسول کریم ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائ کہ جب دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی میرے آخری جانشین کا ظہور ہوگا اور وہ اس دنیا کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھردے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ وہ مہدی آخر الزماں ﷺ ہے۔ حاضر امام بھی ہے غیبت کی نقاب بھی ہے۔ جب ان کا ظہور ہوگا غیبت کی نقاب چہرہ اقدس سے ہٹے گی نیا سورج طلوع ہوگا۔ انوار جلوگر ہوں گے رحمت کی بارش ہوگی مخالفین کی گمراہی انہیں اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دے گی اور وہ عذاب خداوندی میں مبتلا ہوں گے۔ دعاۓ عہد میں ہے:

اللَّهُمَّ أَرِنِي الْكَلْمَةَ الرَّشِيدَةَ

یلغاریت طوفان نوح میں ڈوبے گی، آتش نمرود نہیں جلے گی، یزیدیت، زمین کے پتھر ہواوں کے زہاراً وجھوں کے اس طرح جکڑ لیں گے کے جہنم پکاراٹھے گی یہ ہمارے لئے ہیں سزاد بینے کے لئے۔

قارئین اکرام راقم الحروف کی ایک سمعی ناتمام سے

امام زمانہ علیہ السلام سے معنوی لگاؤ

خلوص و اطاعت

امام زمانہ علیہ السلام کی تاکید پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کے زمانہ میں شیعیان و منتظرین امام زمانہ علیہ السلام کس اخلاص و اطاعت و فرمابرداری کے ساتھ امام کی جانب رُخ کریں گے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اور اُسی بات کو امام مهدی علیہ السلام ابراصیم بن مہز یار سے کہہ رہے ہیں کہ جس طرح ایک پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف جاتا ہے، اُسی طرح بے تابی و اضطراب اور شوق کے ساتھ، اہل اخلاص اور اطاعت پیشہ افراد تمہاری جانب رُخ کریں گے۔

صادق القول امام حسن عسکری علیہ السلام کا علمی بیان ایسا ہوتا ہے کہ شرح کرو تو اُسکی روشنی پھیلتی جاتی ہے اور سمیٹو تو انسان کو حیات نو کی خبر ملتی ہے۔ یہاں امام علیہ السلام فرمار ہے ہیں شوق کے بارے میں کہ امام زمانہ علیہ السلام سے ملاقات کا دیدار کاشیعیان علیہ السلام کی قوم کے افراد میں کتنا شوق ہے اُس کی شدت کتنی ہے اُس کے درجات کتنے ہیں اُن کے مراتب کیا ہیں۔ یہ سب شوق کی فرد اور فصل ہیں۔ ہمارے امام علیہ السلام والد الشفیق ہیں وہ حفاظت کرتے ہیں وہ نظر رکھتے ہیں وہ ہمیں عطوفت کے اپنے دامن میں اپنے سائے میں رکھتے ہیں۔ ہماری نظروں سے غائب ہیں یہ مصلحت خداوندی ہے شوق ایک نفسیاتی پہلو کو اجاگر کرتی ہے۔ کاش ہمارا شوق اسماعیل حرقلی کی طرح کسی مرتبہ کا ہوتا تو ہم اپنے امام علیہ السلام کی غیبت میں اُن کی زیارت

مرحوم شیخ صدقہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی گرفتار کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ کی ج ۲ باب ۳۳ میں ابراصیم بن مہز یار کی ملاقات کو امام زمانہ علیہ السلام سے خود ان کی زبانی نقل کیا ہے۔ ابراصیم بن مہز یار کی کنیت ابو اسحاق تھی اس لئے امام زمانہ علیہ السلام نے انہیں ابو اسحاق سے مُنا طب کیا ہے۔ اس ملاقات میں ابو اسحاق اور امام زمانہ علیہ السلام کے درمیان مکالمہ ہے اور جگہ جگہ دونوں گفتگو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس تحریر میں ہمارا مقصد ان کی ملاقات کی تفصیل بیان کرنا نہیں ہے بلکہ صرف ایک خاص حصہ کو قارئین کی خدمت میں پیش کرنا ہے۔

حضرت (ع) اپنی طولانی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

...إِعْلَمُ أَنَّ قُلُوبَ أَهْلِ الْطَّاعَةِ وَ
الْإِحْلَاصِ نَرَعٌ إِلَيْكَ مِثْلَ الطَّيْرِ إِلَى
أَوْكَارِهَا

اے ابو اسحاق! میرے والد نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے! جان لو کہ باخلوص اور مطیع و فرمابردار لوگ، اُن پرندوں کی مانند جو اپنے آشیانہ کی طرف لوٹتے ہیں، بے تابی اور اشتیاق کے ساتھ تمہاری جانب دوڑتے ہیں۔

(کمال الدین، ج ۲، ص ۳۳۸)

ہیں۔ یہی معنوی لگا اور رابطہ ہماری دُنیوی اور آخری زندگی میں نجات اور کامیابی کا سبب ہے۔

ذمہ دار یوں کوتین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱) خواص کی ذمہ داریاں

(۲) عوام کی ذمہ داریاں

(۳) روات احادیث و حکام و قضاۃ و فقہاء کی ذمہ داریاں

(۱) خواص کی ذمہ داریاں

خواص کی ذمہ دار یوں سے مراد امام زمانہ علیہ السلام کے خاص اصحاب و اُن کے حرم اسرار افراد کی ذمہ داریاں ہیں۔ روایتوں کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت جبریل علیہ السلام، حضرت اسرافیل، حضرت میکائیل، حضرت عزرا علیہ السلام اور زمین و آسمان کے سردار ملائکہ اور مسلمانوں اور مؤمن جنتات کے سردار اور ابا صالح جو کہ اچھے کے سرداروں میں سے ایک ہے اور صحراء اور بیابان میں گم ہونے والوں کی ہدایت کا ذمہ دار ہے، اسی طرح حمزہ نامی حسن جودر یا میں نجات دلانے کا کام کرتا ہے؛ اسی طرح عبد الرحمن و عبد القادر و فقطش و ابو فردہ و مستور و ریاح و قیس و ابو مالک ہیں۔ ان سے کم درجہ کے جن محبہ (نہایت عبادت گذار) ہیں جیسے ابوالعباس و عبد الشہاب وغیرہ۔ یہ سب بڑے بڑے کاموں پر مأمور ہیں اور حضرت کے حکم کی تعییں کرتے ہیں۔ اسی طرح نواب اربجہ اور غیبت صغیری میں جو دوسرے نائبین مختلف ممالک میں تھے، ان سب کی ارواح خواص میں شمار ہوتی ہیں۔

سے محروم نہ رہتے۔ ہمارا امام علیہ السلام ولی العصر ہے ولی خدا ہے۔

شوک مہمیز ہو تو حاجت مند زیارت سے مشرف ہوں شوق احساس کی بنیاد پر ہے۔ یہ اُس کی یکسانیت ہما گیریت کمزور نہ ہو اور رور نہ پستی سامنے ہے اور محروم مقابل میں ہوں۔

اس مضمون کو کتاب ”پیوند معنوی با ساحت قدس مهدوی (تکالیف الانام فی غیبة الامام)“ سے لکھا گیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف صدر الاسلام علی اکبر ہمدانی ہیں، آپ کا زمانہ حیات ۱۲۵۷ھ تا ۱۳۵۴ھ یعنی ۱۸۵۳ء تک ۱۹۰۰ء ہے۔ آپ ہمدان میں پیدا ہوئے اور وہیں انتقال کیا۔ البتہ اپنے وطن میں ابتدائی تعلیم کے بعد نجف اشرف تشریف لے گئے اور چھ سال حوزہ علمیہ نجف میں محدث نوری قدس سرہ، آقا سید محمد مجتہد موسوی نجفی ہندی طاب ثراه جو کہ شیخ مرتضی انصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے اور مرحوم حاج میرزا حسین رازی تہرانی سے کسب فیض کیا۔ بعد میں اپنی والدہ کے ہمراہ ایران لوٹ آئے اور چھ سال تہران و ہمدان میں تصنیف و ارشاد و تعلیم میں مشغول رہنے کے بعد دوبارہ نجف آئے لیکن دو سال بعد پھر ہمدان لوٹ گئے اور وہیں انتقال کیا۔ آپ کی تصانیف بہت ہیں اور بعض کئی جلدیوں میں ہیں۔ خداد رجات کو بلند کرے۔

اس مضمون کے عنوان کی طرف توجہ کی جائے، تو ہم سے تقاضا کرتا ہوا نظر آتا ہے کہ غیبت کے زمانے میں ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں اور انہیں ذمہ دار یوں کی ادائیگی سے ہم اپنے امام کو راضی و خوشنود کر سکتے ہیں، اُن سے معنوی رابطہ قائم کر سکتے ہیں، اپنے وجود میں روحانیت و نورانیت پیدا کر سکتے

جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔

(۳) روات احادیث و حکام و قضاۃ و فقہا کی ذمہ

داریاں

روات حدیث یعنی حدیثوں کو بیان کرنے والے۔

جہاں تک رواتِ حدیث و حکام اور قضاۃ اور فقہا کی بات ہے، تو ان سب کی ایک دوسرے کی بہ نسبت مختلف ذمہ داریاں ہیں۔ ان میں سے بعض اُس مقام تک پہنچے ہوئے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کو پہنچانتے ہیں اور بلا واسطہ آپ کے وجود مقدس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسائل کے جواب حاصل کرتے ہیں اور ہر وقت (خواب یا بیداری میں) حضرت کی اجازت و عنایت سے حضرت کے حضور میں شرفیاب ہوتے ہیں۔

ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ بعض حضرات روات حدیث و حکام و قضاۃ و فقہا کے واسطے سے حضرت سے توسل کاراستہ رکھتے ہیں اور بعض حضرات ان سے بغیر واسطہ اور بغیر وسیلے کے حضرت سے باطنًا ملنے کا راستہ رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ کبھی بھی نہ تو شخصی طور پر اور نہ ظاہری اور باطنی طور پر حضرت سے نہیں مل پاتے، مگر امام علیہ السلام کی ولایت و محبت و مودت کے قبول کرنے کی صورت میں امکان ملاقات ہے۔

توجہ: زمانہ غیبت کبریٰ میں جو لوگ واقع ہوئے ہیں،

معرفتِ امام کے درجات میں مختلف مراتب رکھتے ہیں۔ اور ان تمام لوگوں کے لئے اور تمام افراد جو خواص میں شامل ہیں، اُن سب کے لئے واجب و مشخص ذمہ داریاں ہیں کہ اُن ذمہ

اسی طرح وہ اشخاص جو عظیم مرتبہ پر فائز تھے جیسے شیخ مفید اور تیس (۳۰) نفر جو ہمیشہ آپ علیہ السلام کے ہمراہ ہوتے ہیں اور انہیں کوئی نہیں پہنچاتا اور دوسرا سے بہت سے افراد، یہ سب معین و مخصوص ذمہ داری رکھتے ہیں جیسے اطلاعات کا کشف و کسب کرنا۔ ان اطلاعات کا دوسروں کو جانا ضروری نہیں ہے۔

(۲) عوام کی ذمہ داریاں

عوام چند شعبوں میں تقسیم ہیں: کچھ لوگ ہیں جو ہمیشہ حضرت کے سامنے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی ذمہ داریاں غائب حضرات کی ذمہ داریوں سے الگ ہیں۔ یہ حضرات امام زمانہ علیہ السلام کے خدام اور اہل و عیال ہیں اور حضرت کے کام کرنے والوں میں ہیں اور ہر روز وہ شب امام زمانہ علیہ السلام کے امر کے منتظر و مترصد ہیں۔ یہ حضرات اپنے لئے اور دوسروں کے لئے مخصوص ذمہ داریاں رکھتے ہیں۔ روایتوں میں شاید ان کے نام ابدال و اوتاد و رجال الغیب و نقبا و نجبا آئے ہیں۔ شرع میں بھی ان کے نام ہیں جیسے ابدال و اوتاد و سیاح (عبادت گزار روزہ دار) و عباد و مخلصین و زھاد و احل جد و اجتہاد وغیرہ۔

(پیوند معنوی باساحت قدس مہدوی، ص ۲۲)

تذکرہ: تکالیف عوام ہی میں ہماری ذمہ داریاں آتی ہیں

لے امام زمانہ علیہ السلام کے رہنے کی جگہ غیبت صغیری میں نائین خاص اور مخصوص لوگوں کو معلوم تھی اور غیبت کبریٰ میں صرف اس غلام کو معلوم ہے جس کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہے لیکن ہم اُن کو نہیں جانتے۔ روایتوں کے لئے رجوع کرو کافی، کتاب الحجۃ، باب فی الغیبة

خلقت سے قیامت کے برپا ہونے تک یا قیامت کے چالیس دن باقی رہ جانے تک ہے خدا نے لوگوں کے لئے زمین پر اپنا جانشین نصب کیا ہے اور کسی بھی موقع پر زمین جنت سے خالی نہ ہوگی چاہے ظاہر و مشہود ہو یا غائب و نا آشنا تاکہ لوگوں کو خدا پر تلقید و ایراد کا بہانہ نہ ملے۔

اگر آج کے لوگ کہیں کہ ہمارے لئے کوئی جھٹ ظاہرو
ناطق و مشہود و ملموس نہیں ہے، یہ سخن باطل ہے۔ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت رحلت ایک دستور العمل دیا ہے کہ ان
کے بعد، امت مرحومہ اس پر طرح عمل کرے۔ اسی طرح
حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور ایک ایک کر کے ان کے اوصیاء
علیہم السلام، جو کہ ہر زمانہ میں حجج قاہرہ باہرہ الہیہ رہے
ہیں، اپنی امت کے لئے دستور العمل معین فرمایا۔ یہاں تک
کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت آپ ہوئے، اور آپ
نے خاص کر اپنے بعد کی جھٹ کے لئے ایک دستور العمل
مرحمت فرمایا۔ اپنے فرزند جھٹ بن الحسن العسکری علیہ السلام کو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح کمسنی کی عمر میں
مرتبہ امامت و ولایت پر فائز کیا۔ ملاحظہ فرمائیں سند صحیح سے
شیخ ثقہ محمد بن عثمان عمر وی قدس سرہ کی زبانی، آپ فرماتے
ہیں:

حسن بن علیؑ نے ایک روز اپنے بیٹے محمد مہدی صلوات اللہ علیہ کو ہمارے سامنے پیش کیا اور ہمیں اُس وجود مقدس کو دکھایا۔ ہم چالیس لوگ تھے جو آپ کے خاتہ اقدس پر آئے تھے۔ حضرت

داریوں پر عمل کرنا چاہئے اور غفلت و جہل کی وادی میں سرگردان نہیں ہونا چاہئے، تاکہ حضرت کے الطاف و اکرام اور توجہات کے سائے میں رہیں۔

(پیوند معنوی با ساحت قدس مهدوی، ص ۲۵)

یہ بات خاص طور سے ذہن میں رہے کہ غیبت کبریٰ میں کوئی بھی کسی بھی منزل اور درجہ پر فائز ہوں اپنی طرف سے کسی بھی طرح کی ملاقات و دیدار کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے غیبت کبریٰ میں ملاقات اور دیدار صرف اور صرف امام علیہ السلام کی عنایتوں پر موقوف ہے جو دعویٰ کرے وہ معتبر نہیں ہے۔

البته مولف محترم مرحوم صدر الاسلام علی اکبر ہمدانی قدس سرہ نے اپنی کتاب ”پیوند معنوی با ساحت قدس مہدوی (تکالیف الانام فی غیثۃ الامام)“ میں تفصیل کے ساتھ ساتھ (۶۰) ذمہ دار یوں کا تذکرہ کیا ہے، اس مختصر مضمون میں سب کے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے لہذا یہاں ہم چند اہم ذمہ دار یوں کی طرف اشارہ کریں گے۔

پہلی ذمہ داری: ہر زمانہ میں وجودِ حجتِ الٰہی پر عقیدہ

رکھنا واجب

اس ذمہ داری کے ساتھ تجھت عصر حضرت مہدی علیہ السلام کی
معرفت اور ان کا عقیدہ اور غیبیت صغیر میں نواب اربعہ لہ پر
عقیدہ رکھنا بھی واجب ہے۔ غیبیت کبری میں ائمہ جا علی فی
الارض خلیفۃ المسیح کی روشنی میں حضرت آدم علیہ السلام کی

لے نواب اربعہ کے بارے میں الیسوی ایشن آف امام علیا^{علیہ السلام} کی جانب سے شائع کردہ کتاب نواب اربعہ رجوع کریں

امام زمانہ علیہ السلام کو مقدم رکھنا چاہیے۔

اب ذرا توجہ فرمائیں دعائے کمیل کے اس جملہ پر کہ
کس طرح ہم اپنے لئے دن رات خدا کی یاد میں بس رکرنے کی
تمنّا کرتے ہیں:

يَا رَبِّ أَسْئِلُكَ بِحَقِّكَ وَ قُدْسِكَ... أَنْ
تَجْعَلَ أَوْقَاتِي مِنَ اللَّيْلِ وَالثَّهَارِ بِذِنْكِ
مَعْمُورَةً وَ بِخُدُّمِكَ مَوْصُولَةً وَ آعْمَالِي
عِنْدَكَ مَقْبُولَةً حَتَّى تَكُونَ آعْمَالِي وَ
آُرَادِي كُلُّهَا وِزْدًا وَاحِدًا وَ حَالِي فِي
خِدْلَمِتِكَ سَرِّمَدًا....

اے میرے رب! سوال کرتا ہوں تجھ سے تیری
قدوسیت اور تیرے حق کے ذریعہ..... کہ دن اور
رات میں جملہ اوقات اپنی یاد سے معمور کر دے،
اپنی خدمت کی مسلسل توفیق عطا کر، میرے اعمال
کو اپنی بارگاہ میں مقبول قرار دے تا کہ میرے
تمام آوراد سب فقط تیرے لئے ہوں اور میرے
حالات ہمیشہ تیری خدمت کے لئے وقف
رہیں.....

(قرات دعائے کمیل۔ مفاتیح الجنان / ۱۲۰-۱۱۹)

غفلت سے بیداری

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ کہ جن کی یہ دعا قبول ہوتی
ہے اور وہ خدا کی یاد سے ہمیشہ معمور ہوتے ہیں اور اُس کی
خدمت کی مسلسل توفیق بھی حاصل کرتے ہیں اور خود کو اُس کے
لئے وقف کر دیتے ہیں۔

عسکری علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا، میرے بعد
تمہارا امام و پیشوں ہے اور میری جانب سے تم پر
خلیفہ ہے۔ اُس کے حکم کی تعیل کرو اور میرے بعد
منتشر و متفرق نہ ہو اور دوسری راہ پر مت جانا کہ
ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور آج کے بعد سے تم اب محمد
مہدی کو نہ دیکھو گے۔

(کمال الدین، باب ۳، ص ۲۳۵، ح ۲)

لہذا پہلی ذمہ داری امام زمانہ علیہ السلام پر اور ان کے وجود
مقدس پر اور غیبت صغیر میں معین کردہ ناسیبین خاص پر عقیدہ
رکھنا ہے۔

دوسری ذمہ داری: سونے سے پہلے کے آداب

مخملہ ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری سونے سے
پہلے کچھ اعمال انجام دینا ہے۔ دن اور رات، ہر وقت انسان
کو امام زمانہ علیہ السلام کی رضا و خوشنودی کے عمل انجام دینا چاہیے
اور ہر وقت معنویت کے حصول کے لئے کوشش رہنا چاہیے جیسا
کہ زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم یہ اقرار کرتے ہیں:

....مُقَدِّمُكُمْ أَمَامٌ طَلَبَتِي وَ حَوَائِجِي وَ
إِرَاكَتِي فِي كُلِّ أَحْوَالٍ وَأُمُورِي
..... اپنے تمام احوال و امور میں اپنی طلب و
 حاجات وارادہ کے مقابل، آپ کو مقدم کرنے
والا ہوں۔

(زیارت جامعہ کبیرہ، مفاتیح الجنان ترجمہ اردو اوزعلامہ

ذیشان حیدر جوادی صفحہ ۱۰۰۶)

اس جملہ سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے ہر عمل وارادہ میں

شکر اُس خدا کا جس نے میری موت کے بعد مجھے زندہ کیا اور اُس کی بارگاہ میں اٹھائے جانے والے ہیں۔

(الكافی، ج ۲، ص ۵۳۸، ح ۱۶)

پھر امام عصر علیہ السلام کو یاد کرو اور تین مرتبہ کہو:

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ وَرَحْمَةُ
اللَّهِ وَبَرَّ كَاتِبُهُ، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَا نَيْ
بِو لَأَيْتَنِكَ وِلَايَةُ آبَائِكَ الظَّاهِرِينَ

اے امام وقت آپ پر خدا کا درود وسلام ہو جد ہے اس خداوند متعال کی جس نے آپ کی اور آپ کے آباء و اجداد طاہرین کی ولایت و محبت کے ساتھ ایک نئی زندگی عطا کی۔

توجه: کیا قسمت پائی ہے ان لوگوں نے جو نماز شب کے لئے بیدار ہوتے ہیں اور ان اذکار کو بجالاتے ہیں اور امام زمانہ علیہ السلام اور تمام چہار دہ معصومین علیہم السلام سے اپنے معنوی و روحانی رابطہ کا اظہار کرتے ہوئے دیگر عبادات واذکار میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

آج کی چکا چوند دنیا میں کچھ ہی لوگ ہیں جو ان ذمہ دار یوں کو بجالاتے ہیں اور اپنے امام وقت سے مخصوص رابطہ اور لگاؤ رکھتے ہیں۔ خدا یا! ہمیں بھی ایسی توفیق مرحمت کراور ساحت قدس مہدوی میں اسی طرح کے معنوی رابطہ سے ہمکنار کر۔

اس مضمون میں ہم نے تین ذمہ دار یوں کو بیان فرمانے کی سعادت حاصل کی۔ انشاء اللہ زندگی رہی تو آئندہ شمارہ میں مزید ذمہ دار یوں پر روشی ڈالیں گے۔

خدا یا ہمیں بھی ایسی توفیق عطا کر اور اُس کی جست حضرت مهدی علیہ السلام سے معنوی رابطہ اور لگاؤ کی توفیق مرحمت کر۔

رات میں دعاوں کے لئے بہترین اوقات میں شمار کی جاتی ہیں۔ ایک منتظر کورات میں سونے کے وقت کیا کرنا چاہیئے کہ اپنے امام وقت سے ملاقات کر سکے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے بہت سادہ و آسان طریقہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

جُو بُھُنِ سُونَنَ سَهَلَ مُسَجَّاتٍ إِنَّ قُرْآنَ كَوْ
پُرَّهُ، وَهُنَيْنَ مَرَے گا یہاں تکَ كَه حَضْرَتْ قَاتَمَ
(عَجلَ اللَّهُ فَرَجَهُ) كَوْدَرَكَ كَرَے اوْرَأَگَرْ مَرْجَانَ تَوَ
وَه جَوَارِ پِغْبَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هُوَگَا۔

(الكافی، ج ۲، ص ۶۱۹، ح ۳)

توجہ: واقعاً کیا خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس عمل کے پابند ہیں اور اپنے امام وقت کو درک کرتے ہیں۔

تیسرا ذمہ داری: بیداری کے وقت کے آداب

جب خواب سے بیدار ہوں، سب سے پہلے پیغمبر اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی پیروی کرتے ہوئے شکر خدا کریں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب بیدار ہوتے تو یوں فرماتے تھے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَا نَيْ
وَالْأَيْدِيَ النُّشُورُ

لے مساجات قرآن، سات سورہ ہیں قرآن میں: اسراء (بی اسرائیل)، خدید، کثر، صف، جمع، تغابن، اعلیٰ۔ یہ سب لفظ "سچ" یا "یسخ" یا "مججان" سے شروع ہوتے ہیں

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے انصار میں خواتین کا کردار

- ۳۔ جناب مریم جناب عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ
- ۴۔ جناب ہاجر جناب اسماعیل علیہ السلام کی والدہ
- ۵۔ ملکہ بلقیس
- ۶۔ ام المؤمنین جناب خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا زوجہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
- ۷۔ جناب فاطمہ بنت اسد سلام اللہ علیہا والدہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام
- ۸۔ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سیدۃ النساء العالمین
- ۹۔ جناب زینب الکبریٰ سلام اللہ علیہا شریکۃ الحسین علیہ السلام
- ۱۰۔ جناب نرجس خاتون سلام اللہ علیہا والدہ حضرت جدت علیہ السلام
خواتین کی ایک طویل فہرست ہے جن کو اسلام میں اہم منزلت
حاصل ہے اور جنہوں نے اسلام کی اور خاص کر اہل بیت علیہم السلام کے
لئے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔

ایک اہم سوال

کیا حضرت امام زمان علیہ السلام کے خاص الخاص ر ۱۳۳
اصحاب میں خواتین بھی شامل ہیں یا نہیں؟ اس سوال کے دو جواب
ہیں۔

(۱) عمومی جواب

(الف) دنیا کی کوئی تحریک ایسی نہیں ہے جس میں خواتین
شامل نہ رہی ہوں اور انہوں نے نمایاں کارنامہ انجام نہ دیا ہو۔

خواتین زندگی کا لازمی جزء ہیں ان کی ضرورت اور اثرات
صرف ازدواجی زندگی تک محدود نہیں ہیں زندگی کے ہر ایک شعبہ
میں خواتین کا کردار نہایت اہم اور موثر ہے۔

خواتین جہاں ایک طرف گھر کو سنوار کر رکھتی ہیں وہیں
پورے معاشرہ کو بھی سنوارتی ہیں۔ ان کی آنغوш مدرسے ہے۔
اسکول ہے۔ کانج ہے۔ یونیورسٹی ہے۔ تربیت گاہ ہے کردار سازی
کا کارخانہ ہے۔ بلند ترین ماہی ناز قابل فخر و مبارکات شخصیتوں کی
بنیاد اسی آنغوش میں رکھی گئی ہے۔ بہادر، مجاہد، جانفروش، جانباز،
دلیر، شجاع سب اسی آنغوش کے پروردہ ہیں۔ انقلاب کی لواس
آنغوش سے پھوٹتی ہے۔ دنیا کے تمام مورخین، علماء، محدثین،
فقہاء، شعراء، سائنسدار، محققین، سیاستدار، حکمران، بادشاہ
سب اسی آنغوش کے مرہوں منت ہیں۔ مختصر یہ کہ انسانی تاریخ
میں خواتین کا کردار مردوں سے کم نہیں ہے..... البتہ دنیا کے تمام
ظالم و جابر قاتل دہشت گرد، فسادی..... بھی اسی آنغوش سے نکلے
ہیں۔

اسلامی تاریخ میں خواتین کا کردار بہت نمایاں ہے ان کی
قربانیاں، اخلاص، ایثار، فدا کاری بہت ہی نمایاں ہے۔ قرآن
کریم اور تاریخ نے چند خواتین کے کردار کو خاص طور سے بیان
فرمایا ہے۔ جیسے:

- ۱۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ
- ۲۔ آسیہ بنت مزاحم زوجہ فرعون

وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ
وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ
وَالْحَافِظَاتِ وَالَّذَا كَرِيْنَ اللَّهَ كَثِيرًا
وَالَّذَا كَرِيْتَ أَعْلَمُ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا
عَظِيْمًا ﴿٣٥﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةً إِذَا قَضَى اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْجَيْرَةُ مِنْ
أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِي اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلَالًا لَمُبِيْنًا ﴿٣٦﴾

”یقیناً مسلمان مرد مسلمان عورتیں، مومن مرد مومن عورتیں، اطاعت گزار مرد، اطاعت گزار عورتیں، صحیح بولنے والے مرد اور صحیح بولنے والی عورتیں۔ صابر مرد اور صابرہ عورتیں، خدا ترس مرد، خدا ترس عورتیں، مسکینوں محتاجوں کا خیال رکھنے والے مرد، مسکینوں اور محتاجوں کا خیال رکھنے والی عورتیں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، پاکدامن مرد اور پاکدامن عورتیں، خدا کی بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں خداوند متعال نے ان سب کے لئے مغفرت اور اجر عظیم آمادہ کر رکھا ہے۔

اور کسی بھی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق و اختیار حاصل نہیں ہے جب خدا اور اس کا رسول کوئی فیصلہ کر دیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی رائے کا اظہار کریں اور جو بھی خداوند متعال اور اس کے رسول کی نافرمانی

(ب) دین اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو ایک ساتھ ذمہ دار قرار دیا ہے۔ اسلام کے جملہ احکام اپنے شرائط کے ساتھ مرد اور عورت دونوں پر واجب ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس۔ سب پر واجب ہے۔ امر بالمعروف اور نہیں از منکر جیسی اہم ذمہ داری کے تعلق سے ارشاد خداوندی ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلَيَاءُ
بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَيُطِبِّعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيِّدُّوْنَاهُمْ
اللَّهُمَّ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿١﴾

(توبہ ۱۷)

مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں یہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برا نیکیوں سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں خداوند متعال اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں پر اللہ حرم کرے گا یقیناً خداوند متعال عزت اور حکمت والا ہے۔

سورہ الحزاب کی آیت ۳۵-۳۶ میں اس طرح ارشاد ہوتا ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ
وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ
وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ

وَيَبْحِيْهُ وَاللَّهُ ثَلَاثُمَائَةٌ وَبِضُعْةَ عَشَرَ رَجُلًا
فِيهِمْ خَمْسُونَ إِمْرَأَةٌ يَجْتَمِعُونَ بِمَكَّةَ عَلَى
غَيْرِ مِيعَادٍ قَرَاعًا كَقَرَاعِ الْخَرِيفِ يَتَّبِعُ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَهِيَ الْآيَةُ الَّتِي قَالَ اللَّهُ
أَيْمَانًا تَكُونُوا يَا تِبْكُمُ اللَّهُ بِجَمِيعِ إِنَّ اللَّهَ
عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(سورہ بقرہ، آیت ۱۳۸)

فَيَقُولُ رَجُلٌ مِنْ آلِ هُمَّدٍ صَلَواتُ اللَّهِ
عَلَيْهِمْ وَهِيَ الْقَرِيَةُ الظَّالِمَةُ أَهْلُهَا ثُمَّ
يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ هُوَ وَمَعْهُ الْثَلَاثُمَائَةُ وَ
بِضُعْةُ عَشَرَ يُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الْرُّكْنِ وَ
الْمَقَامِ، وَمَعْهُ عَهْدُ نَبِيِّ اللَّهِ وَرَأْيَتُهُ وَ
سِلَاحُهُ وَوَزِيرُهُ مَعْهُ، فَيُنَادِي الْمُنَادِي
بِمَكَّةَ بِاسْمِهِ وَأَمْرِهِ مِنَ السَّمَاءِ حَتَّى يُسْمِعَهُ
أَهْلَ الْأَرْضِ كُلُّهُمْ إِسْمُهُ إِسْمُ نَبِيِّ

(تفسیر العیاشی ج ۱ ص ۲۵)

اور وہ تشریف لا سکیں گے ان کے ہمراہ تین سو اور کچھ لوگ ہوں گے جن میں ۵۰ رعوروں ہوں گی یہ حضرات بغیر کسی قبلی وعدہ کے مکہ میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح خزان میں ہوا کے ذریعہ پتے درخت کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ ہوں گے یہ ہے اس آیت کا مطلب جس میں خداوند متعال فرماتا ہے ”تم جہاں بھی رہو خداوند متعال تم سب کو ایک جگہ جمع کر دے گا یقیناً

کرے گا وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہوگا۔

ان آیتوں میں خداوند متعال نے مردوں کے شانہ بشانہ عورتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ دین مقدس اسلام میں عورتوں کی ذمہ داری اور ان کا کردار کسی بھی صورت میں مردوں سے کم نہیں ہے۔

حضرت ولی عصر علیہ السلام کا ظہور پر نور تمام اسلامی تعلیمات کا عملی ظہور ہو گا تو کیونکہ ممکن ہے اس عالمی ظہور اور عالمی حکومت میں خواتین شامل نہ ہوں۔ ظہور پر نور کے لئے زمین ہموار کرنا جس طرح مردوں کی ذمہ داری ہے اسی طرح عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ حضرت ولی عصر علیہ السلام کے تعلق سے جس قدر مردوں کی ذمہ داری ہے اتنی عورتوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ ذمہ داریاں ایک طرح کی ہیں ذمہ داریوں کا میدان الگ الگ ہے۔ ایک کا میدان میدان جہاد ہے ایک کا میدان گھر میں سپاہیوں فرماکاروں اور جانشیروں کی تربیت ہے۔

(۲) خصوصی جواب

ان عمومی دلیلوں کے باوجود خود روایتوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے لشکر میں خواتین بھی ہوں گی اس روایت پر توجہ فرمائیں!

جناب جابر جعفری نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ایک ذرا طولانی حدیث فرمائی ہے۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت ظہور کے حالات بیان کرتے ہوئے امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔

الْخَفِيفُ عَيْشُهُمُ الْمُنْتَقَلُةُ دَارُهُمْ
 الَّذِينَ إِنْ شَهِدُوا لَمْ يُعْرَفُوا وَإِنْ غَابُوا لَمْ
 يُفْتَقِدُوا وَإِنْ مَرِضُوا لَمْ يُعَادُوا وَإِنْ
 خَطَبُوا لَمْ يُزَوَّجُوا وَإِنْ مَاتُوا لَمْ يُشَهِّدُوا
 أُولَئِكَ الَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ يَتَوَاسُّونَ وَفِي
 قُبُورِهِمْ يَتَرَازَّوْرُونَ وَلَا تَحْتَلِفُ أَهْوَاؤُهُمْ
 وَإِنْ اخْتَلَفُتْ يَهْمُ الْبَلْدَانُ.

(الغيبة نعمانی / ۲۰۳)

ان لوگوں کو زمین کے گوشہ و کنار میں تلاش کروان کی زندگی بہت سادہ و آسان ہے یہ ایک جگہ مستقل طور پر قیام نہیں کرتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان رہیں تو پہچانے نہیں جاتے اگر نظر نہ آئیں تو لوگ ان کی خبر نہیں لیتے ہیں اگر پیار ہوں تو لوگ عیادت نہیں کرتے ہیں اگر رشتہ مانگے تو لوگ ان سے شادی نہیں کرتے اور اگر دنیا سے رخصت ہو جائیں تو لوگ تشیع جنازہ نہیں کرتے یہ اپنے اموال سے دوسروں کی مدد کرتے رہتے ہیں قبروں میں ایک دوسروں کی زیارت کرتے ہیں مختلف شہروں میں ہونے کے باوجود ان کے نظریات ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں۔

ایک بار اور عرض کرتے ہیں مختلف روایتوں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ابتدائی اصحاب کی تعداد اصحاب بدر کی طرح

۱۳/۳ ہے۔

خداوند تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے،” اس وقت آل محمدؐ کا ایک فرد آواز دے گا یہ وہ جگہ ہے جس کے باشندہ ظالم ہیں پھر وہ مکہ سے تشریف لے جائیں تین سو اور کچھ لوگ ان کے ہمراہ ہوں گے مقام ابراہیم اور حجر اسود کے درمیان ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے ان کے پاس رسولؐ خدا کا عہد نامہ ہو گا ان کا پرچم ان کاسلحہ اور ان کا وزیر ان کے ہمراہ ہو گا اس وقت مکہ میں آسمان سے ایک منادی ندا ان کے نام اور ان کے پروگرام سے صدادے گا جس کو تمام اہل زمین سنے گے۔“

یہ حدیث صاف طور سے بیان کر رہی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ ”۵۰ رخواتین“ ہوں گی۔

اس روایت کے علاوہ اور بھی متعدد روایتیں ہیں جن میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ابتدائی اصحاب کی تعداد ۱۳/۳ بیان کی گئی ہے۔ یہ منتخب اور برگزیدہ افراد ہوں گے جو ظہور کے ابتدائی وقت میں ان کے ہمراہ ہوں گے جس وقت وہ ظہور فرمائیں گے یہ ۱۳/۳ افراد ان کے ہمراہ ہوں گے یہ افراد یقیناً بہت ہی اعلیٰ ارفع صفات کے حامل ہوں گے ان کا اعمال اخلاق کردار بہت ہی بلند ہو گا۔ پھر رفتہ رفتہ اصحاب کی تعداد میں اضافہ ہو گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے جب ان ۱۳/۳ افراد کی خصوصیات دریافت کی گئی تو امام علیہ السلام اس طرح ان کی بعض صفات بیان فرمائی ہیں۔

أَظْلَجُهُمْ فِي أَظْرَافِ الْأَرْضِ أُولَئِكَ

”تاج العروس من جواهر القاموس“ لغت کی معترکتاب
ہے اس کتاب میں ”رجل“ کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے۔

و قد يكُون الرجل صفة يعني به الشدة
والكمال
او كَبْحِي ”رجل“ ایک صفت ہوتی ہے جس سے شدت
او کمال مراد لیا جاتا ہے۔

قرآن کریم سورہ بقرہ کی آیت ۲۳۹ میں ”رجال“ پہل
سپاہیوں کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُجَبًا
”اگر دشمن کا خوف ہو تو پیادہ پایا سوار نماز ادا کرو۔“

اس بنا پر ہو سکتا ہے ۱۳۰ رہن کا جوڑ کر روایتوں میں ہے
اس سے صرف مرد مراد نہ ہوں بلکہ اس سے بہادر اور شجاع مراد ہو
اس صورت میں ”فیہم خمسون امرأة“ (ان میں پچاس
خواتین ہوں گی) ان ۱۳۰ کی وضاحت اور تفصیل ہے۔

سورہ جن کی آیت ۶ / میں اس طرح ہے۔

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُودُونَ
بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِ فَرَأُدُوهُمْ رَهْقًا ﴿٦﴾
”انسانوں کے مرد جناتوں کے مردوں سے پناہ طلب
کرتے تھے۔“

سب جانتے ہیں کہ جنات میں صرف مرد نہیں ہوتے
عورتیں بھی ہوتیں ہیں ایسا نہیں کے جنات کی عورتیں مردوں کی
طرح اثر نہ رکھتی ہوں۔ یہاں ”رجال“ کا استعمال ”جنس“ کے
لئے ہوا ہے جس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہے۔

ایک سوال ذہن میں یہ آتا ہے جن ۵۰ رخواتین کا ذکر کیا
گیا ہے یہ ۵۰ رخواتین ان ۱۳۰ را صحاب میں شامل ہیں یا یہ
۵۰ رخواتین ان ۱۳۰ را فراد سے الگ ہیں اس طرح روایت کا
مطلوب یہ ہوگا جس وقت حضرت امام مهدی علیہ السلام ظہور فرمائیں
اس وقت ان کے ہمراہ ۱۳۰ مرد ہوں گے اور ۵۰ رخواتین ہوں
گی یعنی اس وقت تمام اصحاب خاص کی تعداد
۲۶۳ ہوگی۔ روایت کے ظاہری الفاظ اسی بات کو بیان کر رہے
ہیں اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان ۵۰ رخواتین کے تمام
صفات اور خصوصیات کچھ اور ہوں گے۔ یقیناً یہ ۵۰ رخواتین بھی
ایمان و اخلاق و عمل و کردار میں بہت بلند درجہ پر فائز ہوں گی۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ۵۰ رخواتین انھیں ۱۳۰ را فراد میں
شامل ہیں اس طرح ظہور کے وقت حضرت امام مهدی علیہ السلام ہمراہ
۲۶۳ مرد ہوں گے اور ۵۰ رخواتین۔ اس صورت میں یہ خواتین
ایمان و عمل اور دیگر صفات میں مردوں کے ہم پلہ ہوں گی اس
صورت میں یہ بہت ہی بلند مرتبہ خواتین ہوں گی۔

لیکن بات یہ ہے کہ روایت میں ۱۳۰ کا جو لفظ استعمال کیا
گیا ہے وہ ”رجل“، ”رجلاء“ ہے اور رہن کا ظاہری مفہوم مرد ہوتا
ہے۔ اب ذرا دیکھتے ہیں لغت میں لفظ ”رجل“ کے کیا معنی بیان
کئے گئے ہیں آیا یہ لفظ ”رجل“، ہمیشہ عورتوں کے مقابلہ مردوں کے
لئے استعمال ہوتا ہے یا یہ لفظ ”رجل“، ”شجاع اور بہادر“ کے معنی میں
بھی استعمال ہوتا ہے چونکہ عام طور سے جنگوں میں مردوں کی
شجاعت سامنے آتی ہے اس لئے ان بہادروں کو ”رجل“ کہا جاتا
ہے۔

زبیدہ۔ (ہارون کو جب ان کے شیعہ ہونے کا علم ہوا تو ان کو طلاق دے دی۔ جیسے فرعون کی زوجہ آسیہ) ام خالد۔ ام سعید جبانہ اور ام خالد۔

یہ نخواتین وہ ہیں جو دنیا سے گذر چکی ہیں یہ روایت جہاں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں نخواتین کی شمولیت کو بیان کر رہی ہے وہاں یہ بھی واضح کر رہی ہے کہ جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو گا اس وقت صرف مردوں کی رجعت نہیں ہو گی بلکہ عورتوں کی بھی رجعت ہو گی۔ امام نے ۳۰ عورتوں کا نام نہیں بتایا شاید اس وجہ سے یہ نخواتین آئندہ زمانہ سے متعلق ہوں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام اس بنا پر ۳۰ رکاذ کرنے کیا آئندہ آنے والی نخواتین اپنے ایمان عمل کردار و اخلاق سے ان سعادت مند نخواتین میں شامل ہو سکتی ہیں روایت میں ۵۰ رخواتین کا ذکر ہے امام علیہ السلام نے صرف ۳۰ رکاذ کر کیا ہے ۱۳۰ عورتوں کا نام نہیں لیا ہے یہ بھی عورتوں کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ بھی ایمان عمل سے ان ۳۰ میں شامل ہو سکتی ہیں۔ بہر حال یہ بات واضح ہے جس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے نخواتین بھی ان کے ہمراہ ہوں گی۔

(یہ مقالہ رسالہ ”الموعود شمارہ“ رجمادی الآخرین کے مقالہ، دور المراة فی القیام الحمدی سے اخذ کیا گیا ہے۔) خدا قبول فرمائے۔ آمین

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔

يُكَرِّرُ مَعَ الْقَائِمِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) ثَلَاثَ عَشْرَةً أَمْرَأَةً. قُلْتُ: وَمَا يَصْنَعُ بِهِنَّ؟ قَالَ: يُدَأِوْبِنَ الْجَرْحَى، وَيَقْمِنَ عَلَى الْمَرْضَى، كَمَا كَانَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ). (اثبات الحداۃ بالخصوص والمحجزات، ج ۵، ص ۲۰۳)

قائم علیہ السلام کے ہمراہ ۱۳۰ عورتیں ہوں گی۔ راوی نے دریافت کیا ان کا کیا کام ہو گا؟ فرمایا: وہ زخمیوں کا علاج کریں گی اور بیماروں کی تیارداری کریں گی جس طرح حضرت رسول ﷺ کے زمانہ میں تھا۔

ایک اور روایت میں اسی طرح ۱۳۰ رخواتین کا ذکر ہے اس میں بھی امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے یہ نخواتین بیماروں کی تیارداری کریں گے۔ اس روایت میں ان نخواتین کے نام بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ روایت کے راوی ”مفضل بن عمر“ نے جب ان

نخواتین کے نام دریافت کئے امام علیہ السلام یہ نام بیان فرمائے:-

الْقِنْوَاءُ بِنْتُ رُشِيدٍ، وَ أُمُّ أَجْمَنَ، وَ حَبَابَةُ الْوَالِبِيَّةُ، وَ سُمَيَّةُ أُمُّ عَمَّارٍ بُنْ يَاسِيرٍ، وَ رُبَيْدَةُ، وَ أُمُّ حَالِلٍ الْأَحْمَسِيَّةُ، وَ أُمُّ سَعِيدٍ الْأَحْنَفِيَّةُ، وَ صُبَانَةُ الْأَمَاشَطَةُ، وَ أُمُّ خَالِدٍ الْأَجْهَنِيَّةُ

(ماخذ سابق)

رشید ہجری کی دختر ”قتواء“ ام ایمن، حبابۃ الوالبیہ، عمار یاسر کی والدہ سمیہ ہارون کی زوجہ

انتظار عدل الٰہی

جو اپنے کاندھوں پر اپنے کئے گئے ظلم و ستم گری کا بوجھ اٹھائے پھر رہا تھا۔ تغیرات زمانہ نے دونوں پہلوؤں کی عکاسی کی ایک طرف ہادی برحق کا سلسلہ شروع ہوا تو دوسری جانب ظلم و ستم کا سیلا بھی امدادتا چلا گیا۔

جوں جوں دنیا ترقی کی طرف بڑھتی گئی ظلم و جور کا اندر ہیرا اور گھنا ہوتا چلا گیا۔ لیکن اس گھنے اندر ہیرے میں بھی وہ دل جو ایمان کی شمع دل میں جلائے بیٹھیں ہیں ان کے لئے ایک سیدھا اور روشن راستہ واضح نظر آتا ہے۔

قرآن کریم میں پروردگار کا ارشاد ہے:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا إِلَيْبِنَاتٍ وَأَنْزَلْنَا مَعْهُمُ الْكِتَابَ وَالْبِيِّنَاتَ لِيَقُولُوا إِنَّا نَحْنُ عَلَىٰ قَوْمَ النَّاسِ بِالْقِسْطِ

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح اور روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

(سورہ الحمد، آیت ۲۵)

اس آیت میں پروردگار نے واضح کیا کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا واضح اور روشن نشانیوں کے ساتھ اور کتاب و میزان کو اس کسوٹی کو کہ جس سے تم پہچان سکو دیکھ سکو عقل کو روشن کر سکو اور یہ سب اس لئے کہ تم ایک پُر امن زندگی بسر کر سکو۔ یہ آیت اور اس مضمون کے تحت ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ عدل الٰہی نے تمام اسباب تو مہیا کر دئے ہیں لیکن جو اس راستے پر چل رہے ہیں وہ

محترم و معزز منتظرین امام زمانہ علیہ السلام وہ بلند مقام لوگ جو دن و رات اپنے آقا و مولا کے انتظار میں پیکوں کو جنبش دئے بغیر اپنے صاحب الامر کی یاد میں مضطرب ہیں۔ اور لگا تاراشک بار آنکھوں سے عصر الٰہی کی الْفَت میں اور وہ بھی اس قدر چاہت کے ساتھ کہ کب اُن صاحب الزمان کے ہم رکاب ہو کر جام شہادت کو نوش فرمائیں گے۔ وہ عاشقان معزز المؤمنین کہ جو روز عید الغفران، عید قربان، روز عید غدیر اور روز جمعہ ندبہ کر کے شوروگر یہ بلند کرتے ہیں اور بارگاہ امام علیہ السلام میں گڑگڑا کریہ ایجاد کرتے ہیں کہ مولا کا شکوئی ایسی سبیل ہو کہ جس سے آپ کی ذات اقدس تک رسائی ممکن ہو سکے۔ خدا یسے منتظرین کو سلامت رکھے جو ایسے پاک اور مخلص احساس کو لئے بارگاہ امام زمانہ علیہ السلام (ارواحتنافہ) میں فوز اکبر پر فائز ہیں۔

عدل الٰہی کا انتظار خود بول رہا ہے کہ اس ارض خاکی پر انسان دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک وہ جو ستگری کا پہاڑ بن گئے ہیں اور عدل انصاف کے خلاف اپنی توارکو نیام سے باہر لے آئے ہیں۔ اور دوسرے وہ سب مظلوم غریب کمزور فقراء جو اللہ کی ہدایت اور نظام کے تحت چل رہے ہیں اُن پر ہمیشہ ظلم و ستم کی یورش کے تحت اپنی حکومت قائم کرتے رہتے ہیں۔

اس پہلی ہوئی دنیا میں بہت وسعت تھی وہ وقت جب قabil ہائیل کی لاش کو لے کر چل رہا تھا اور سوچ رہا تھا اس کا کیا کریں۔ ایک طرف عدالت کا بانی ہائیل اور دوسری جانب قabil

گے اور وہ لوگ میرے رفیق اور میری امت کے سب
سے باعزت افراد ہوں گے۔

(کمال الدین، ج ۱، ص ۲۸۶)

یعنی عزیزان گرامی امام زمانہ علیہ السلام کے مقدس انتظار کے
پس پر دہ کئی انتظار پنهان ہیں جو کہ ظہور مقدس امام زمانہ علیہ السلام کے
ہوتے ہی نمایاں ہو جائیں گے۔

امام زمانہ علیہ السلام کا انتظار صرف امام زمانہ علیہ السلام کا انتظار نہیں
ہے بلکہ عدل الہی کا انتظار ہے، احکام اللہ کے نافذ ہونے کا انتظار
ہے، احقيق الحق و ابطال الباطل کا انتظار ہے۔

جب ہم دعائے افتتاح کے اس جملہ کی ادائیگی پر غور کرتے
ہیں، تو علم و حکمت فصاحت و بلاغت تاریخ کی آسمینہ داری اور
تلاوت قرآن کی روشنی کے کئی درتیجے درخشان ہو جاتے ہیں۔ اسی
لئے ٹھہر کر ہم قارئین کرام کے لئے چند سطور رقم کرتے ہیں۔ اس
دعائے دو حصے ہیں ایک حصہ اس حکومتِ اسلامی کی رغبت کی
دعوت دیتا ہے جس میں صرف خالصتاً عدل الہی کا نفوذ ہوگا جو
مستقبل کی طرف ہمیں دعوت فکر دے رہا ہے کہ یہ اسی وقت ممکن
ہوگا جب ہمارے آخری امام علیہ السلام کی حکومت ہوگی۔ دوسرا حصہ
حال اور مستقبل کے درمیان جو عرصہ گذر رہے اور جو گزرے گا۔
اس میں نفاق اس طرح سے بھرا ہوگا جس کی مثال یوں دے سکتے
ہیں جیسے دنیا ایک پیمانہ ہوگا اور نفاق کی شراب اس میں چھلک رہی
ہوگی۔ اس دعا کی تعلیم اس نے دی ہیں جسے حضور سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری محمد کے اسم مبارک سے موسوم کیا ہے۔
اشارة: ہمارے علماء نے بڑی قدر کا وش کے ساتھ اس بات
کو صاف کر دیا ہے کہ جو بیان دعا کی صورت یا کسی صورت میں

اپنے دل میں یہ حوصلہ رکھیں، مستقل مزاوجی اور شجاعت سے کام
لیں اور ایک بہترین معاشرے کے انتظار میں رہیں۔ کیونکہ مایوسی
اور ناؤمیدی کہیں اسے یہ سوچنے پر مجبور نہ کر دے کہ کیا واقعی عدل
الہی کا نظام قائم ہوگا۔ لہذا اپروردگار اس آیت کے ذریعے یہ یقین
دلار ہا ہے کہ کتاب اور میزان دونوں ابھی باقی ہیں اور عدل الہی کا
اہتمام اس دنیا میں ابھی قائم ہونا باقی ہے۔

انتظار اور امام عصر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہونا یہ ایک انفرادی
عمل بھی ہے اور اجتماعی بھی۔ یاد رہے کہ ہر وہ فرد یا جماعت جو
امام زمانہ علیہ السلام کے حق کو پہچانے اور خط و لایت پر قدم بڑھائے اور
خود کو اس احساس کے ساتھ کہ جس کا انتظار کرنا ہے وہ جامع جہانی
الہی جو اس روئے زمین پر اس وقت خدا کے واحد برگزیدہ بندے
ہیں جو سب ہیں تمام روئے زمین پر کی جانے والی عبادتوں کی
قبولیت کا اُن کا انتظار کر کے خود کی بلندی اور پایہ کمال تک پہنچنے
کے راستے کو ہموار کر رہا ہے۔

لیکن اس دولت کریمہ کے جوابِ اللہ الّذی مِنْهُ يُوحَى
ہے اُس تک رسائی حاصل کرنے کے لئے دعویٰ انتظار میں
صداقت کی چاشنی ضروری ہے۔ تب کہیں جا کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی اس حدیث کا مصدق قرار پائیں گے کہ جس میں آپ منظر
یعنی امام عصر علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں:

بشارت ہے ان کے لئے جو میرے اہل بیت
علیہ السلام کے قائم کو پائیں گے ان کے قیام سے پہلے ان
کی پیروی کریں گے۔ ان کی غیبت میں ان پر اور ان
سے پہلے جو آئندہ علیہ السلام گزریں ہیں ان پر ایمان رکھیں
گے اور اللہ کے لیے اُن کے دشمنوں سے بیزار رہیں

اور دعا کا نتیجہ بھی بتاتا ہے کہ ایک زمانہ مستقبل کا وہ ہوگا جب ہمارے امام علیہ السلام کے مفترضین کا بسیرا ہوگا۔

اسی لئے دعاء افتتاح کے آخری حصہ میں پروردگار سے ہم یہ کہتے ہیں:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَرْغُبُ إِلَيْكَ فِي دُولَةٍ كَرِيمَةٍ تُعِزُّ
إِلَهًا إِلْسَلَامٍ وَأَهْلَهُ

کہ خداوند عالم ہمیں وہ دولت و حکومت کریمہ عنایت فرماجس کے ذریعہ سے تو اسلام اور اہل اسلام کو عزت عطا کرے گا۔

وہ اسلام کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی خاطر سختیاں برداشت کیں اپنے اور اپنے اہل بیت علیہ السلام کے پاک و طاہر خون سے اس کی سینچائی کی وہی دین اسلام حضرت کے ظہور پر نور کے بعد تمام ادیان پر غالب آئے گا یعنی انتظار امام صرف انتظار امام علیہ السلام نہیں ہے بلکہ خون آل محمد علیہ السلام سے سینچے گئے شجر اسلام کو صرف اور صرف ایک قانون ہوگا اور ایک ہی حکومت نافذ ہوگی۔

امت واحدہ وعدہ الہی ہے اور یہ پورا ہو کر ہے گا جس کی تکرار پروردگار عالم نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر کی ہے۔ اور اس تاکید کے زیر اثر یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ انتظار پروردگار عالم کا انتظار ہے کہ لوگ کب آمادہ ہوتے ہیں اور پھر اُس نے وقت معین پر اپنے وعدہ کو پورا کرنا ہے اگرچہ کفار اور مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

اسی لئے قرآن کے سورہ جیسے سورہ انبياء، نور، فصل، الصافات اور اسی طرح سے دیگر سورہ ہائی قرآن میں مختلف آیتوں

معصومین علیہم السلام کی زبان مبارک سے ادا ہوں گے اس کی شرح قرآن میں مل جائے گی۔ چنانچہ ہم جب قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہمارے ذہن میں آئے اس احساس کو جگاتا ہے کہ میرا رسول کتنا عظیم المرتب تھا کہ جس کا نام محمد تھا۔ قرآن میں وارد ہو رہا ہے مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ میرا محمد کچھ نہیں ہے مگر صرف رسالت ہی رسالت ہے۔ یعنی اس کی ساری فضیلیں رسالت میں پہنچاں ہیں جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ احکام خداوندی لے کر آئے اور امت تک پہنچا دیا۔ اس دعا کو پڑھنے کے بعد فصاحت و بлагاعت کی ایک دل میں ہمک پیدا ہوتی ہے کہ ہم سوچتے ہیں کہ شرک اور کفر کے بجائے لفظ نفاق کیوں رکھا ہے۔ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواہر تین منافقوں نے پہنچائی ہیں ان کے خلاف سازشیں کی ہیں اور جال بنے ہیں، ان سب کا ایک بڑا سلسلہ سامنے آ جاتا ہے۔ چنانچہ شاعر نے بڑے ہی اچھے انداز میں اسے بیان کر دیا ہے یہ کہہ کر:

چهل خلافت رشتہ از قرآن گسخت

حریت را زهر اندر کام ریخت

(خلافت نے جب قرآن سے اپنارشتہ توڑ لیا اور حریت و

آزادی کے جام میں زہر گھول دیا)

اس دعا کی تمہید و تمجید کے آئینے میں جائے غور و فکر ہے کہ ایک قوم ہے ملت ہے، معاشرہ ہے، جو اس بھیانک اور طوفان خیز دریا میں اپنی کشتی کو اس راستے پر لئے جا رہے ہیں۔ جہاں یہ تمام آفات و مصائب تحت الشاعر میں چلے جائیں گے اور کشتی عدل الہی کے ساحل سے ہمکنار ہوگی۔ اور تب ہم ایک وادی میں قدم رکھیں گے جہاں اُس کی حکومت ہوگی۔ جس کے لئے دعا میں ہے

تعالیٰ نے اس طرح کر دی ہے کہ ارض خاکی پر جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور اپلیس نے بغاوت و مخالفت کی تو اسے مہلت دی اور اولاد آدم کو جب اس نے بہکانے کی قسم کھائی تو خداوند متعال نے ارشاد فرمایا ہمارے نیک اور صالح بندوں کو تو کبھی نہیں بہکا سکے گا۔ انسان کو خود مختار بنانا یہ ایک مشیتِ الہی کے تقاضوں میں سے ایک تقاضہ ہے۔ اگر بہکانے والوں کے امام ہیں تو ہدایت کا اس نے مکمل انتظام کر دیا ہے۔ تاریخ سلسلہ وار اس راہ کو روشن کرتی رہی اور اسی لئے آخری ہادی برحق کو خورشید عالمتاب سے مثال دی اور اسے بادل کی نقاپ کی مثال دی جو غیبت کا ایک پورا مکمل اور جامع فلسفہ ہدایتِ الہی یا دوسرے لفظوں میں قیامِ عدلِ الہی کا وعدہ ہے اور جو پورا ہو کر رہے گا اور قرآن میں کہہ دیا۔

**بَقِيَّةُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ
اللَّهُ كَا بَقِيَّةٍ تَمَاهَرَ بِإِلَهٰيٍّ لَهُ تَبَرَّأَ**

(سورہ حود، آیت ۸۶)

لیکن یہ غیبت اور اس میں کیا جانے والا انتظار دراصل وہ کسوٹی ہے کہ جس کی بنیاد پر وہ الہی حکومت کی بنیاد رکھی جانے والی ہے جو منافقین سے پاک ہو گی ظالمین کے شر سے محفوظ ہو گی۔ ورنہ جس طرح خداوند عالم کے پسندیدہ دین اسلام کی ابتداء اور جس کے اعلان اول میں ہی منافقین نے اپنے نظریات کو پیش کر کے اسلام دشمنی کا شہوت پیش کیا اور روز اول سے ہی دولت اور اقتدار کے بھوکے بد اخلاقی میں مشہور افراد نے اس کو تباہ کرنے کی دل ہی دل میں منصوبہ بندی شروع کر دی تھی لہذا بعد رحلت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کا چہرہ ہی بگاڑ کر کھو دیا جس کے

کے ذریعے ظہور امام مہدی علیہ السلام کی بشارت دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ عالمی حکومت کا بیان ہے۔ اسی طرح احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور آئندہ مخصوصین علیہ السلام میں تمام اسناد کے ساتھ معتبر احادیث کا ایک سلسلہ ہے جو اس امت و احده کے وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتا رہا ہے۔ جس پر یہ حدیث جو کہ خاصہ و عامہ میں مشہور ہے کہ اگر اس دنیا کو ختم ہونے میں ایک دین بھی باقی رہ جائے گا تو خداوند متعال اس دن کو اتنا طولانی کرے گا کہ وہ مہدی موعود علیہ السلام ظہور فرمائیں گے اور تمام دنیا کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی۔ لہذا حقیقی منتظر جو ہوگا وہ قولِ خداوندی کا پیروکار اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والا ہوگا۔ اسی لئے وہ کبھی اس وعدہِ الہی کا انکار نہیں کرے گا حتیٰ کہ اس کے بارے میں شک سے بھی پرہیز کرے گا چونکہ اس کے قریب کسی چیز کو اگر دائرہ اسلام میں داخل ہے یا نہیں معلوم کرنا ہے تو وہ ہر دم اسے قرآن اور اہل بیت علیہ السلام کی احادیث کی روشنی میں دیکھے گا۔

پروردگار عالم جو کہ قادر مطلق ہے جس نے زمین کا فرش بچھایا اور اس پر آسمان کا شامیانہ نصب کیا۔ جو تمام عالمین کا رب ہے جس نے انسان کو خلق کیا اور اس کے اندر حیران کر دینے والی نشانیاں رکھیں۔ وہ پروردگار کہ جو ہرشی کا علم رکھتا ہے اور قادر مطلق ہے ہر اس مخلوق پر کہ جو نگاہ انسانی میں عیاں بھی ہے اور نہاں بھی ہے اس علیم و حکیم کے لئے کیا یہ ممکن نہیں کہ تمام اسباب ظہور مہیا کر دے اور دنیا کا نظام یکبارگی تبدیل کر دے؟ جی ہاں وہ کرسکتا ہے۔ لیکن اس کی توجیہ بھی خود اللہ تبارک و

بارگاہ میں لے جاتا ہے کہ جس کے سبب انسان اس پر آشوب زمانے میں بھی امید کی ایک کرن محسوس کرتا ہے۔

یہاں ہم اپنے اس مضمون کو اس بات پر پایہ تکمیل تک پہچانے کی کوشش کریں گے، حالانکہ انتظار ایک وسیع سمندر ہے اور منتظر جب اس میں غوطہ زن ہو جاتا ہے تو اس کے درجہ ایمان کو درک کرنا یا اس کی وضاحت کرنا ممکن نہیں اسی لئے پیغمبر اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اور دیگر آئمہ علیہم السَّلَامُ نے اس حدیث کوتا کید کے ساتھ بار بار بیان کیا کہ:

اُمّت کا بہترین عمل فرج کا انتظار ہے۔

دور غیبت میں انتظار کرنا صرف انتظار رکرنا نہیں بلکہ در حقیقت اصل معنوں میں امام زمانہ علیہ السلام کے وجود اقدس پر یقین ان کی عادلانہ حکومت کے قیام اور وعدہ الٰہی کی گواہی دینا ہے۔ اس کا انکار گویا وعدہ الٰہی اور حکومت الٰہی کا انکار ہے۔

مرزادیر غیبت پر یقین کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

اعمال کی پاداش بھریں گے اک دن
بے موت مرے ہیں مریں گے اک دن
جن کو ہے کسی وجودِ غالب پر شک
اللہ کا انکار کریں گے اک دن
جی ہاں عزیزان گرامی قائم آل محمد علیہ السلام ابھی موجود ہیں
انتظار اس کی عالمیت اور اس کی ترویج اور اس پر عمل پیرا ہونے والے کو ہدایت کی ایک ایسی روشنی دی گئی ہے کہ وہ تمام مشکلات کو جھیل کر ایک ایسے مرتبہ پر فائز ہوگا جہاں ایک عالمی عادلانہ حکومت قائم کی جائے گی وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔

اوپر سے نقاب ہٹانے کی کوششوں میں گلستان آل محمد علیہ السلام کے کئی پھولوں کو پامال ہونا پڑا۔ لہذا یہ آخری نظام جو وعدہ الٰہی کے مطابق ہتمی ہے اس کی آزمائش بھی کثری اور مختلف ہے۔ اور اسے وہی درک کرے گا جو دو رغائب امام علیہ السلام میں منافقت کا دشمن ہوگا عدل الٰہی کا قائل ہوگا احکام پروردگار کا حامل ہوگا قرآن کودوست رکھتا ہوگا خوش اخلاقی جس کے مزاج کی پہچان ہوگی۔ یہی وہ سنگ میں ہیں جو انتظار عدل و امن کی راہ اختیار کرنے والوں کے اندر نظر آئیں گے۔

غیبت ایک امتحان ہے جس میں روایتوں کے مطابق ایک کثیر تعداد مگر اہ ہو جائے گی سوائے کہ چند افراد کے کہ جو انتظار کے مفہوم کو صحیح معنوں میں درکرتے ہوئے اور یہ اور اک اُس یقین کے سبب پیدا ہوگا جو وعدہ الٰہی کو حق جانتے ہوئے ہوگا اور اُس کا اثر یہ ہوگا کہ وہ لوگ جست خدا کے پوشیدہ ہونے کے باوجود اندھیروں میں روشنی پر ایمان لا سکیں گے۔

اسی لئے حقیقی منتظر کی الگ اہمیت ہے۔ وہ باعث تعظیم ہے کہ اس کا ایمان امر الٰہی پر سرتسلیم خم کئے ہوئے ہے۔ پونکہ اس کا انتظار بظاہر انتظار ہے لیکن حقیقت میں اس کے انتظار کے پیچے یقین ہے وعدہ الٰہی پر یقین ہے امام زمانہ علیہ السلام کے وجود اقدس کے ہر جگہ موجود ہونے پر جو اپنے چاہنے والوں کی مشکل کشائی کرتے ہوئے انھیں گمراہی کے اندھیروں میں ہدایت کی روشنی فراہم کرتے ہیں۔ یہ انتظار صرف انتظار نہیں بلکہ خود منتظر کے اندر ایک عالمی حکومت کی تیاری ہے۔ یہی ورع اور تقویٰ کی تلقین دیتا ہے یہی انتظار المَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى کا درس دیتا ہے۔ یہ انتظار متمسک کرتا ہے قرآن و اہل بیت علیہم السلام سے یہ انتظار اس دولت کریمہ کی

عقیدہ مہدویت پر ”رابطہ عالم اسلامی“ کا تحقیقی جواب

احادیث نبوی کے حساب سے مستند و متواتر ہونے کے سلسلے میں ”رابطہ عالم اسلامی“ کے دفتر سے رابطہ قائم کیا۔ دفتر کے سربراہ محمد الماح القزاڑ نے تصریحاً اور ضمناً جواب دیا کہ ”ابن تیمیہ جو مذہب وہا بیت کا بانی ہے اس نے بھی ظہور مہدی علیہ السلام کے بارے میں حدیثوں کو قبول کیا ہے۔“

مذکورہ رسالے کا متن حجاز کے پانچ مشہور علماء نے مل کر جستجو، جدوجہد، مستند آخذ وغیرہ کے ساتھ جو کچھ تحریر کیا ہے وہ ہم قارئین کے لئے ذیل میں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرنے جا رہے ہیں:

”دنیا میں فتنہ و فساد کے ظہور اور کفر و ظلم کے پھیل جانے پر خداوند عالم اسے مہدی علیہ السلام کے ذریعے عدل و انصاف سے بھر دے گا اس طرح معمور کر دے گا جس طرح ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ اس کے ظہور کا مقام مکہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ ان بارہ خلفاء راشدین میں سے ہو گا جن کے متعلق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں کتب صحاح میں ذکر کی گئی ہیں۔ مہدی علیہ السلام سے مر بوط احادیث بہت سے صحابہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔ ان صحابہ کرام میں سے چند کے نام یہ ہیں:

- (۱) عثمان بن عفان (۲) علی ابن ابی طالب علیہما السلام
- (۳) طلحہ بن عبد اللہ (۴) عبد الرحمن ابن عوف (۵) فره بن اساس صزنی (۶) عبد اللہ ابن حاری (۷) ابو ہریرہ
- (۸) حذیفہ بن یمان (۹) جابر بن عبد اللہ النصاری

پندرہ شعبان المظہرم ۲۵۵ ہجری کی وہ مبارک صبح تھی جب خداوند عالم کا آخری ہادی و رہنما اس دنیا میں تشریف لا یا۔ یعنی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر حضرت جنت ابن الحسن العسکری علیہ السلام کی ولادت با سعادت واقع ہوئی جسے ایک سویں تاریخ دانوں نے مثل ابن خکان نے ”وفیات الاعیان“ میں اور محمد بن یوسف گنجی الشافعی نے ”الاخبار فی صاحب الزمان“ میں نقل کیا ہے۔

(دانشمندان عامة و مهندسي محمود تاليف على دواني)
گوکہ عقیدہ مہدویت یعنی ایک مصلح کا دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دینا نہ صرف اسلام اور تمام ادیان ہی میں نہیں بلکہ فطرت انسانی میں پایا جاتا ہے۔ لیکن دین مقدس اسلام میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے اور چونکہ اس عقیدہ کے ساتھ ظلم و جور کے خاتمے کی خوشخبری متصل ہے لہذا ظالم حکمرانوں نے ہمیشہ اس عقیدے میں شک و شبہات ڈال کر، مدعاں کو ہوادے کر، مشکوک اور کمزور کرنے کی کوشش کی۔ انہیں شبہات میں سے ایک اس عقیدے کو خالص شیعہ عقیدہ بتانا بلکہ نعوذ باللہ افسانہ قرار دینا ہے۔

”رابطہ عالم اسلامی“ ایک علمی ادارہ ہے جہاں ساری دنیا کے لوگ رابطہ قائم کر سکتے ہیں جس کا مرکزی دفتر شہر مقدس مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ تقریباً ۹۹ ہجری میں ابو محمد نامی ایک شخص نے کینیا سے عقیدہ مہدویت کے اسلامی ہونے، اور

(۱۰) ابو امامہ (۱۱) جابر ابن ماجد (۱۲) عبد اللہ بن عمر (۱۳)
یہ روایات موجود ہیں۔

اس کے بعد مزید لکھا ہے: بعض علماء اسلام نے اس بارے میں مخصوص کتابیں تالیف کی ہیں جن میں سے:

(۱) ابو نعیم کی اخبار المهدی (۲) ابن ہجر حشمتی کی القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر (۳) شوکانی کی التوضیح فی تواتر جاءاء فی المنتظر والدجال والمعتّج (۴) اور یس عراقی مغربی کی المهدی (۵) ابوالعباس ابن عبد المؤمن الامغربی کی الوصیم المکنون فی الرد علی ابن خلدون شامل ہیں۔

(ایک تحقیق کے مطابق آج سے چند سال پہلے تک حضرت امام مهدی علیہ السلام پر ۲۰۲۸ کتابیں لکھی جا چکی تھیں)

(کتابنامہ امام مهدی علیہ السلام)

اور آخری شخص جس نے اس سلسلے میں مفصل بحث کی ہے وہ اسلامی یونیورسٹی مدینہ کا سربراہ ہے۔ جس نے مذکورہ یونیورسٹی کے مجلہ کے چند شماروں میں اس مسئلے پر بحث کی ہے۔ مزید لکھا ہے:

قدیم اور جدید بزرگان اور علماء اسلام کی ایک جماعت نے بھی اپنی تحریروں میں تصریح کی ہے کہ مهدی علیہ السلام کے سلسلے میں احادیث حد تواتر تک پہنچتی ہے (اور وہ کسی طرح سے قابل انکار نہیں ہیں) ان میں سے۔

(۱) السنوی نے کتاب ”فتح المغیث“ میں (۲) محمد بن احمد سفارینی نے ”شرح العقیدة“ میں (۵) حافظ جلال الدین سیوطی نے ”الحاوی“ میں (۶) اور یس عراقی نے ”المهدی“ میں (۷) شوکانی نے ”التوضیح فی تواتر جاءاء فی المنتظر“

(۸) ابو امامہ (۹) اخبار المهدی (۱۰) تاریخ ابن عساکر (۱۱) تاریخ دمشق اور ان کے علاوہ دیگر علماء کی کتابوں میں

انس بن مالک (۱۲) عمران بن حصین (۱۵) زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب ام سلمہ علیہ السلام بھی شامل ہیں۔

یہ افراد ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے روایات مهدی کو نقل کیا ہے۔ اور ان کے علاوہ بھی بہت سے افراد موجود ہیں۔

خود صحابہ سے بھی بہت سی باتیں منقول ہیں۔ جن میں ظہور مهدی علیہ السلام سے متعلق گفتگو کی گئی ہے جنہیں احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایسے مسائل میں سے نہیں جس کے بارے میں اجتہاد کے ذریعے کچھ کہا جاسکے۔ لہذا ظاہر ہے کہ یہ باتیں بھی انہوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر ہی کی ہیں۔

مزید لکھا ہے: مذکورہ بالا احادیث جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل ہوئی ہیں۔ اور صحابہ کی گواہی جو یہاں حدیث کا حکم رکھتی ہے بہت سی مشہور اسلامی کتابوں میں اور احادیث کی بنیادی کتابوں میں آئی ہیں۔ چاہے وہ سنن و معاجم ہوں یا مسانید ان میں سے:

- (۱) سنن ابو داؤد (۲) سنن ترمذی (۳) ابن عمر والرانی (۴) مسند احمد بن حنبل (۵) مسند ابن یعلی و بزار (۶) مسند رکن الصحیحین حاکم نیشاپوری (۷) معاجم طبرانی کبیر و متوسط (۸) رویانی و دارقطنی (۹) اخبار المهدی ابو نعیم (۱۰) تاریخ خطیب بغدادی (۱۱) تاریخ ابن عساکر (۱۲) تاریخ دمشق اور ان کے علاوہ دیگر علماء کی کتابوں میں

بھی آگاہ کر دیں۔

تذکرہ حضرت امام مهدی علیہ السلام قرآن میں

مندرجہ ذیل کتابوں میں ان آیتوں کا تذکرہ ہے جو حضرت امام مهدی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں:

(۱) ”المحجة فی ما نزل فی القائم الحجة“، تالیف سید ہاشم بحرانی (علیہ الرحمۃ والرضوان) نے پہلے ایک سو میں آیتوں کا تذکرہ کیا ہے تقاضیر اہل سنت و شیعہ کے ساتھ اور پھر بارہ آیتوں کا اضافہ کیا ہے۔

(۲) کتاب ”بشارات عهدِ دین“ کے مولف محمد صادقی صاحب نے تقریباً دو سو ساٹھ آیتوں میں حضرت امام مهدی علیہ السلام کے تذکرہ کا ذکر کیا ہے

(۳) کتاب ”المعجم لا حدیث الامام المهدی“ کے مولف نے پانچویں جلد میں تقریباً پانچ سو سے زیادہ آیتوں میں تذکرہ امام مهدی علیہ السلام کو نقل کیا ہے۔

قارئین مضمون کی طوالت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اور زیادہ کتابوں کا تذکرہ نہیں کر رہے ہیں جس میں آیات کا تذکرہ ہے۔

علماء عامۃ کی ولادت امام مهدی علیہ السلام سے پہلے لکھی جانے والی کتابیں

ان کتابوں کی تعداد بھی بہت ہے جو برادران اہل سنت اور اصحاب حضرت آئمہ معصومین علیہم السلام نے لکھی ہے ہم ذیل

میں (۸) محمد جعفر کتابی نے ”نظم النناشر میں“، اور

(۹) ابوالعباس ابن عبدالمؤمن نے ”الوهم المکنون“..... میں عقیدہ مہدویت پر خاص بحث کی ہے۔

اس بحث کے آخر میں لکھا گیا ہے:

صرف ابن خلدون ہے جس نے چاہا ہے کہ مہدی علیہ السلام سے مربوط احادیث پر ایک بے بنیاد اور جعلی حدیث کے سہارے اعتراض کرے اور وہ جعلی حدیث ہے لا المهدی الا عیسیٰ (عیسیٰ علیہ السلام) کے علاوہ کوئی بھی مہدی نہیں ہے) لیکن آئمہ علیہم السلام اور بزرگ علماء اسلام نے اس کے قول کو رد کیا ہے۔ خصوصاً ابن عبدالمؤمن نے کتاب ”الوهم المکنون فی الرّد علی ابن خلدون“ میں جو تیس سال پہلے مشرق و مغرب میں پھیل چکی ہے۔ حفاظ احادیث اور بزرگ علماء حدیث نے بھی تصریح کی ہے کہ مہدی علیہ السلام کے بارے میں روایات صحیح اور حسن احادیث پر مشتمل ہیں اور ان کا مجموعہ متواتر ہے۔

اس لئے ظہور مہدی علیہ السلام کا عقیدہ رکھنا (ہر مسلمان پر) واجب ہے۔ اور یہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کا جزء شمار ہوتا ہے۔ اور سوائے نادان، جاہل یا بد عقل افراد کے اس کا کوئی انکار نہیں کرتا۔

محمد منتصر کتابی۔ مدیر ادارہ مجمع فقہی اسلامی

قارئین کرام! یہ تھارابطہ عالم اسلام کا مستند جواب جو آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمایا۔ ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ قارئین کو عقیدہ مہدویت کے بارے میں مندرجہ ذیل باتوں سے

واما مکم منکم

(باب نزول عیسیٰ)

قارئین مضمون کے جامع حوالات کے بعد بھی کیا کوئی عقیدہ مہدویت کو صرف شیعہ حضرات سے منسوب کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ عقیدہ مہدویت تو اتنا ہم اور کثرت سے بیان کیا ہوا عقیدہ ہے کہ اس کے جھوٹے دعویدار بھی موجود ہیں اور نقلی یا جھوٹے کا بازار میں ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اصل موجود ہے۔ ہم سب کی عام طور پر اور علماء کرام کی مخصوصاً ذمہ داری ہے کہ مخلص عوام کو اس عقیدہ سے اتنا روشناس کر دیں کہ وہ جھوٹے دعویدار ان مہدی مثل غلام احمد قادر یانی، مرزا علی محمد باب شیرازی، مہدی بگالی اور مہدی جو نپوری کو رد کر سکیں۔ کہیں یہ لوگ اچھے اچھے اسکول کھول کر صاحبان رسوخ لوگوں کے بچوں کو بنام اسکا لرشپ فیں میں تخفیف کر کے یا معاف کر کے صاف و شفاف لباس زیب تن کر کے مویقی سے بھر پور ٹکچرل پروگرام کا انعقاد کر کے۔ اور مفت میڈیکل یمپ کا انعقاد کر کے ہمارے اور آپ کے ایمان کا سودا نہ کر بیٹھیں۔

خداوند عالم سے دعا ہے کہ یوسف زہرا علیہ السلام کے ظہور میں تجلیل فرمائے۔ ان کے شمن اگر قابل بدایت ہیں تو بدایت دے ورنہ ذلیل ورساو ہلاک کر دے۔ آمین۔

میں چند کا ذکر کرتے ہیں:

(۱) کتاب ”الفتن“، تالیف استاد کتاب صحیح البخاری جناب نعیم ابن حماد نے پوری کتاب حضرت امام مہدی علیہ السلام پر لکھی ہے۔

(۲) کتاب ”المصنف“، تالیف استاد احمد بن حنبل جناب ابن ابی شیبہ دو جلدوں میں دوسری جلد بنام ”کتاب المہدی“،

(۳) کتاب ”المحمدی“، تالیف استاد بخاری عباد بن یعقوب روانی

(۴) کتاب ”المشیخة“، تالیف حسین ابن محیوب حضرت کی غیبت کے سوال پہلے لکھی گئی

مندرجہ بالا کتابوں اور دوسری کتابوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ نعوذ بالله عقیدہ مہدویت شیعوں کا من گھڑت عقیدہ یا افسانہ نہیں بلکہ اسلامی عقیدہ ہے۔ تجھب خیز بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا کتابوں میں ہی کم از کم دو کتابیں تو جناب بخاری کے استادوں کی ہیں۔ لیکن بخاری صاحب نے ان میں سے ایک حدیث کو بھی اپنی صحیح میں جگہ نہیں دی، سوائے اس حدیث کے:

کیف انتم اذا نُزِلَ ابْنُ مَرِيمٍ

اسماء والقاب حضرت امام مہدی علیہ السلام

القاب سے مخاطب کیا جاتا ہے تو مخاطب نہ صرف یہ کہ جلدی متوجہ ہو جاتا ہے بلکہ اُس کے متوجہ ہونے میں جواباً وہ وصف اور خصوصیت بھی پائی جاتی ہے جو صرف نام لے کر پکارنے پر شاید نہ پائی جاتی۔ اسی لئے بچوں کا صرف اُمیٰ کہہ کر پکارنا اتنا موثر نہیں جتنا ”میری پیاری اُمیٰ“ کہہ کر جب بچہ بلا تا ہے تو دونوں بانییں ماں کی کھل جاتی ہیں اور اپنے بچے کو بانہوں میں لے کر پیار کر کے پھر پوچھتی ہے بولو بیٹا۔ اس چھوٹے سے مقدمے کے ساتھ ہمارے آج کے مضمون کے عنوان کا مقصد مندرجہ ذیل ہے:

(۱) حضرت کے زیادہ سے زیادہ القاب کو جانا حضرت کے اوصاف کو جان کر اپنی معرفت میں اضافہ کرنا ہے۔

(۲) ان اوصاف والقاب کے ساتھ حضرت کو یاد کرنا حضرت سے بہتر طریقے سے اظہارِ محبت کرنا ہے۔

(۳) ان القاب کے ذریعے حضرت کو آواز دے کر ان کی نظر عنایت و کرم کو حاصل کرنا ہے جو دنیا و آخرت کی بہت بڑی دولت ہے۔

(۴) اس سنت پر عمل کرنا گویا سنت پروردگار پر عمل کرنا ہے جس نے اپنے حبیب کو قرآن میں کبھی طہ تو کبھی لیس وغیرہ کے القاب سے مخاطب کر کے اپنی محبت و شفقت کا اظہار کیا ہے۔

اسماء والقاب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جانا ہمارے لئے جہاں حضرت کے ساتھ اظہارِ محبت ہے بنابر آیت ذی القربی کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا اجر رسالت کے جواب میں کہ میرے اہل بیت ﷺ سے محبت کرو وہیں ہمیں حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے نزدیک بھی کرتا ہے۔ اور اس کا نہ جانا نہ صرف ہمارا حضرت کے ساتھ سطحی تعلقات اور محبت کا اظہار کرتا ہے بلکہ دنیا و آخرت میں ہمارے بھاری نقاصاندھی کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تمام انبیاء و اوصیاء کے وارث، اللہ کی آخری حجت، وارث حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام کے اوصاف سے بہت کم واقف ہیں جو واقعاً ایک خسارہ ہے۔ القاب ڈر اصل انسان کے اوصاف کی نشاندھی کرتے ہیں اور محبت کرنے والے اپنے محبوب کی خصوصیات کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اظہارِ محبت میں اوصاف کو بیان کرتے ہیں۔

بزرگ حضرات تو بہر حال اس سے واقف ہیں لیکن بچوں کے لئے مثال دیکر سمجھانا بات کو زیادہ واضح کر دے گا۔ مثال کے طور پر **آل الوالد الشفیق** یعنی بہت زیادہ محبت کرنے والا باپ اس بات کی نشاندھی کرتا ہے کہ والد اپنے بچوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک فطری بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ جب کسی کو نام کی بجائے اپنے

قرآنی، احادیث آئمہ معصومین علیہم السلام اور فقراتِ زیارات سے اخذ کیا ہے جن کی تعداد پانچ سو (۵۰۰) سے بھی زیادہ ہے۔ صاحب کتاب ”فوز اکبر“ آیت اللہ محمد باقر فقیہ ایمانی علیہ الرحمۃ نے ایک نظم میں حضرت کے تین سوتیرہ (۳۱۳) اسماء والقب کا تذکرہ کیا ہے، صاحب کتاب ”نجم الثاقب“ محدث نوری علیہ الرحمۃ نے حسب ترتیب حروف تہجی اُن کے حوالوں اور مطالب کے ساتھ ایک سو اسی (۱۸۰) اسماء والقب کا تذکرہ کیا ہے۔ اور صاحب کتاب ”الصراط السوی فی احوال المهدی“ عالی جناب مولوی سید محمد سعید بن سرسوی اعلیٰ اللہ مقامہ نے اردو میں اس کتاب کے باب پنج میں صفحہ ۲۹۲، ۳۲۳ سے صفحہ ۲۹۳ تک ایک سو بیانی (۱۸۲) اسماء والقب بار دوایات از ”نجم الثاقب“ نقل کیا ہے۔ ہم ذیل میں انھیں سے چند کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرنے جا رہے ہیں:

(۱) حضرت علیہ السلام کا ایک نام احمد ہے

کتاب ”کمال الدین“ میں جناب شیخ صدوق علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا:

میرے فرزندوں میں سے ایک آخر زمانے میں ظہور فرمائے گا اُس کے دونام ہوں گے ایک پوشیدہ اور ایک ظاہر پس وہ نام جو خفی ہے وہ ”احمد“ ہے اور ظاہر ”محمد“ ہے۔
(الصراط السوی صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

حضرت امام مهدی علیہ السلام کو القاب سے یاد کرنا اس لئے بھی ضروری ہو گیا تھا کہ سیاسی حالات کی وجہ سے نام لینے پر پابندی تھی چاہئے والوں کی جان کا خطرہ تھا۔ جس کی نشاندہی حضرت کی ولادت سے پہلے حضرت کے جد امجد کی ولادت کے وقت ”لوح فاطمہ سلام اللہ علیہا“ میں حضرت کا ذکر ”م حم د“ لکھ کر خداوند عالم نے کر دیا تھا۔

قارئین مضمون کے مطالعے سے پہلے ہم اپنا اپنا محاسبہ کر لیں کہ ہمیں حضرت کے کتنے القاب معلوم ہیں۔ تاکہ مضمون کی افادیت ہم پر خود واضح رہے۔ خداوند عالم ہمارے علماء و مراجع صاریح کا سایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے اور جو اس دارفانی کے سفر کو طے کر کے دارباقی کی طرف کوچ کر گئے انھیں اعلیٰ درجات عنایت کرے جنہوں نے ہمیں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے چھوٹے چھوٹے موضوعات کی طرف متوجہ کیا۔

یہ مانی ہوئی بات ہے کہ کثرت اسماء کثرت اوصاف پر دلالت کرتے ہیں اور اسی طرح بالعكس یعنی کثرت اوصاف موجب کثرت اسماء ہیں۔ آنحضرت ﷺ چونکہ جامع جمیع اوصاف انبیاء ہیں اور مهدی آخر الزمان علیہ السلام وارث اوصاف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں لہذا وہ بھی جمیع اوصاف انبیاء کے جامع ہیں اس لئے آپ علیہ السلام کے اسماء والقب بھی بلحاظ کثرت اوصاف بہت ہی زیادہ ہیں اور ہم سب کا احاطہ بھی نہیں کر سکتے۔

علماء کرام نے ان اسماء والقب کو کتب اسمانی، آیات

”ابوصالح“ ہے اور یہ کنیت حضرت کی صحرائی عربوں اور بادیہ نشینوں میں بہت معروف و مشہور ہے اور اکثر وہ لوگ اپنے استغاثوں اور وسیلوں میں حضرت کو اسی نام سے پکارتے ہیں اور شعراء اور ادباء قصائد اور مدائح میں ذکر کرتے ہیں۔ اور پہلے زمانے میں یہ نام حضرت کا بہت مشہور تھا۔ یعنی تمام نیکیوں کی اصل۔

(الصراط السوی صفحہ ۳۳۶)

حضرات ائمہ معصومین علیہما السلام نے تاکید کی ہے کہ جس شخص کا نام ”محمد“ ہوا سے احتیاطاً اپنے بیٹے کا نام قاسم نہیں رکھنا چاہیے کہ شیطان ورغلہ کر مہدویت کا دعویٰ نہ کرادے اور لوگ اس کو محمد ابوالقاسم کے نام سے پکاریں۔ واقعات ملاقاتِ امام زمانہ علیہ السلام کی کتابوں میں ملتا ہے کہ ایک شخص مصر کے پل پر گھی بیچا کرتا تھا (جس کے والد اہل سنت سے تعلق رکھتے تھے لیکن والدہ اہل تشیع سے تعلق رکھتی تھیں) الہذا مصر کے گاؤں گاؤں قریہ قریہ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھی جمع کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ گھی جمع کر کے واپسی میں تھکن زیادہ ہونے کی وجہ سے ایک درخت سے ٹیک لگا کر سو گیا۔ اُن کے ساتھی اسے سوتا چھوڑ کر چلے گئے جب اُن کی آنکھ کھلی تو دیکھا عنقریب اندر ہیرا چھا جائے گا راستے میں جنگل سے گذرنا پڑتا تھا۔ کوئی اسلحہ بھی ساتھ نہیں رکھا تھا۔ ماں کی نصیحت یاد آئی جب بھی ایسا کوئی خطرہ درپیش آئے تو دل سے ایک بار کہنا ”یا ابا صالح الحمدی اور کنی“۔ کہتا ہے جیسے ہی میں نے آواز دی

ایک شخص سواری پر سوار میرے پاس آیا مجھے اپنی سواری پر

(۲) حضرت علیہ السلام کا دوسرا نام ”اصل“ ہے

شیخ کشی نے اپنی کتاب ”الرجال“ میں نقل کیا ہے کہ ابو جعفر بن احمد بن جعفر قمی عطار نے ”اصل“، (امام زمانہ علیہ السلام) کے نام ایک خط لکھا جس میں ابو حامد بن ابراہیم مراغی کے اوصاف بیان کئے امام نے تو قیع میں اقرار کیا اور دعا نہیں دیں۔ الہذا کتب رجال میں ”اصل“ سے مراد امام زمانہ علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ حضرت ہی نفس قدسیہ و مقدسہ ہر علم و خیر و برکت اور فیضان کی اصل ہیں۔ اور دین و دنیا و بزرخ و آخرت میں بندگاںِ خدا کے مرجع اور ماوی اور ہادی اور مل管家 ہیں۔

(الصراط السوی صفحہ ۳۳۵-۳۳۸)

(۳) ”ایزادشان“ اور ”ایزادنشان“

یہ بھی حضرت علیہ السلام کے نام میں سے ایک ہے۔ شیخ بہائی علیہ الرحمۃ نے کتاب سکول میں تحریر فرمایا ہے کہ فارسی لوگ حضرت کوان دوناموں سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی اس آنے والے مہدی کو جس کے سب منتظر ہیں جو مجسمہ معرفتِ خدا ہیں۔ جو شخص جو خدا کی کامل معرفت رکھتا ہے اور لوگوں کو خداوند متعال کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

(الصراط السوی صفحہ ۳۳۵)

(۴) ”ابوصالح“

کتاب ”ذخیرۃ الالباب“ میں مذکور ہے کہ ان جناب (حضرت امام مہدی علیہ السلام) کی کنیت ”ابوالقاسم“ اور

(۶) بقیة اللہ

بقیة اللہ حضرت کے مشہور القاب میں سے ہے جس کا تذکرہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورہ حود کی آیت نمبر ۸۶ ریں کیا ہے

(۱) کتاب غیبت میں فضل ابن شاذان نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے احوال نقل کئے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو دیوار خانہ کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوں گے حضرت کے ارد گرد تین سوتیرہ اصحاب جمع ہوں گے پس حضرت امام زمانہ علیہ السلام سب سے پہلے سورہ حود کی اس آیت کی تلاوت فرمائیں گے:

**بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ
اللَّهُدَا بِقِيَّةٍ تَهَارَءُ لَتَنْبَهُرَ هَرَبَّهُ اَكْرَمُ مُؤْمِنِينَ**

فرمائیں گے میں ہوں بقیة اللہ، میں ہوں جنتۃ اللہ (اللہ کی جنت) اور میں ہی ہوں خلیفۃ اللہ (روئے زین پر اللہ کا خلیفہ)۔ پس نہیں سلام کرے گا حضرت کو کوئی شخص مگر ان الفاظ میں "السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِقِيَّةَ اللَّهِ فِي أَرْضِهِ" (سلام ہو آپ پر اے اللہ کے سب سے بہتر باقی اُس کی سرز میں

(پر)

(الصراط السوی صفحہ ۷۳۲)

(ب) دوسری روایتوں میں اس آیت کے ذیل میں ملتا ہے کہ حضرت جب یہ اعلان کریں گے تو دنیا کے تمام لوگ اسے اپنی اپنی جگہ پر اپنی اپنی زبان میں سنیں گے اور لبیک

بیٹھا یا تھوڑے وقفے کے بعد مجھے اشارہ کیا تھا را خطرہ مل گیا سامنے گاؤں سے اپنا راستہ پالو گے۔ میں نے بڑی خوشامد کی آپ بھی چلنے انہوں نے کہا نہیں تم جاؤ مجھے میرے دوسرے چاہنے والوں کی مدد کے لئے پہنچنا ہے۔ جب وہ یہ بول کر چلے گئے تب مجھے احساس ہوا ہائے میں نے کیا کیا پا کر بھی اپنے محسن کو کھو دیا۔

(۵) "امیر الامراء"

شیخ جلیل، "فضل بن شاذان" نے کتاب "غیبت" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے بعد ذکر فتن اور حروب اور آشوب کے فرمایا کہ دجال آئے گا اور لوگوں کو گمراہ اور اضلال کرنے میں سخت کوشش کرے گا۔ اُس وقت اے حسین تیرانوال فرزند جو "امیر الامراء" اور "قاتل الکفرہ" اور سلطان مامول جس کی غیبت میں عقول متختیر ہوں گی رکن و مقام کے درمیان ظاہر ہو گا اور جن و انس پر غلبہ پائے گا اور وہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔

(الصراط السوی صفحہ ۷۳۲)

قارئین زمانہ غیبت میں بھی وہ بعد از خداوند عالم مقلب القلوب ہیں اور اپنے چاہنے والوں کی مدد تمام بادشاہوں اور سلطانین کے شر سے بچنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔

کہہ کر حضرت سے بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں الْبَيْضَاءُ، کے القاب کے ذریعے پاکار کر کلام کرنے کی گزارش کی گئی تو آپ نے اشحمد ان لا الہ الا اللہ اور دوسری آیات کی تقریباً تمام مشہور زیارتیں اور دعاوں میں یہ لقب استعمال تلاوت فرمائی۔

(الصراط السوی صفحہ ۲۳۹)

حافظ برسی نے کتاب مشارق الانوار میں نقل کیا ہے اس طرح کلام کرو : اے ججۃ اللہ، بقیۃ الانبیاء، خاتم الاصیاء، صاحب کرّۃ الْبَیْضَاء، مصباح من البحر العین الشدید الضیاء، خلیفۃ الاتقیاء اور نور الاصیاء۔ یہ تمام اسماء مبارک امام زمانہ علیہ السلام کے ہیں اور ان کی وجہ تسمیہ خود ان القاب سے واضح ہے۔

(الصراط السوی صفحہ ۲۵۰)

کہہ کر حضرت سے بیعت کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔ لہذا حضرت کا یہ لقب بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اور تقریباً تمام مشہور زیارتیں اور دعاوں میں یہ لقب استعمال ہوا ہے۔

(ج) ”تفسیر فرات“، میں ”شیخ فرات بن ابراہیم“، نے اس آیت کے ذیل میں عمر ابن زاہر سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا ہم حضرت امام قاسم علیہ السلام کو اس طرح سلام کرتے ہیں ”یا امیر المؤمنین“۔ پس آپ نے فرمایا ہرگز نہیں! یہ ایک لقب ہے جو خداوند عالم نے حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے لئے اختیص کیا ہے نہ ان سے پہلے یہ نام رکھا گیا نہ اُن کے بعد کوئی شخص اس نام سے موسوم ہو گا مگر وہ شخص جو کافر ہو گا۔ راوی نے سوال کیا تو پھر ہم کس طرح سلام کریں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا تم کہو ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَقِيَّةَ اللَّهِ“ پھر امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت فرمائیں۔

(الصراط السوی صفحہ ۷۲)

(۷) بقیۃ الانبیاء

یہ نام چند دیگر القاب کے ساتھ سید حسین مفتی کرکی سبط محقق ثانی نے کتاب ”دفع المذاہات“ میں جناب حکیمہ سلام اللہ علیہا سے روایت نقل کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے بعد ہی حضرت کو ججۃ اللہ، بقیۃ الانبیاء، ”نور الاصیاء“، ”غوث الفقراء“، ”خاتم الاصیاء“، ”نور الاتقیاء“ اور صاحب ”کرۂ

(۸) جعفر

کتاب کمال الدین اور غیبت شیخ طوسی علیہ الرحمۃ

امام حسن الجبّان علیہ السلام نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت ظہور کے بارے میں دریافت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچانک ہوگا۔ ساعتے یعنی وہ لمحہ یا گھنٹہ۔

(الصراط السوي صفحه ٤٥٨)

”شرید“، یعنی جس کو دور کر دیا گیا ہو، یہ لقب حضرات آئمہ موصومین علیہما السلام نے اکثر استعمال کیا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اکثر بیان کیا ہے۔ یعنی مخلوق ناقد رشناں نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی کچھ قدر نہ کی اور نہ ان کی معرفت حاصل کی۔ خود حضرت امام زمانہ علیہ السلام نے ابراہیم بن علی بن مہزیار سے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں زمین پر وہاں قیام کروں جو نہایت مخفی ہوتا کہ میرا حال کسی پر ظاہرنہ ہو کیونکہ اہل ضلال میری اذیت کے دریہ ہیں۔

(الصراط السوي صفحه ٣٥٩)

(۱۲) پرش

والرسوان میں حضرت کا یہ لقب رکھنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ حضرت کے چاہنے والے اسے استعمال کریں اور آپ کے پیچا کے ماننے والے انھیں سمجھیں اور اس طرح حضرت کے چاہنے والے ان کے شر میں محفوظ رہ سکیں۔

(الصراط السوي صفحه ٢٥)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس لقب کی وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ حضرت علیہ السلام نہر علوم الہی ہیں حضرت کے ظہور سے پہلے علوم کے صرف دو حصے عام ہوں گے حضرت آکر بقیة تمام حصہ کو عام کریں گے۔ جعفر نہر کو کہتے ہیں۔

(الصراط السوي صفحه ٣٥١)

(۱۰) داعی

حضرت کا یہ لقب زیارت آلِ یس میں آیا ہے
 آلَّسْلَامُ عَلَيْکَ يَا دَاعِیَ اللَّهِ کہ آپ جناب اللہ کی طرف
 سے داعی (دعوت دینے والے) ہیں مخلوق کو اللہ کی طرف
 اس طرح دعوت دیں گے کہ دنیا میں سوائے ان کے جد
 بزرگوار کے دین کے اور کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ تفسیر علی
 ابن ابراہیم فتحی میں آیت یُرِيدُونَ لِيُظْفِفُوا نُورَ اللَّهِ الْخ
 (سورہ الصَّفَ آیت ۸) کے ذیل میں مردی ہے کہ
 خداوند عالم کامل کرے گا اپنے نور کو قائم آلِ محمد کے ذریعے۔
 (الصراط السوی صفحہ ۲۵)

ساعة (١١)

یہ لقب حضرت کا قیامت کے لئے بھی استعمال ہوا
کیونکہ یہ دونوں اچانک رونما ہونے والے ہیں۔ حضرت

(۱۳) خلف و خلف صالح

(۱) حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ خلف صالح فرزند ابی محمد حسن بن علی سے ہے اور وہی صاحب الزمان ہیں اور وہی مہدی ہیں۔

(ب) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا خلف

صالح میرے فرزندوں میں سے ہے..... مراد خلف سے
جانشین ہے اور وہ تمام انبیاء اور اوصیاء ماسلف کے خلف اور
مال غریم تھے ان کے نام اور رقم درج تھی۔

(الصراط السوی صفحہ ۳۶۲-۳۶۳)

قارئین مضمون کی طوالت اور عنوان کی وسعت نے
بڑے پس و پیش میں ڈال دیا۔ عنوان بحر حال تشنہ رہ گیا۔
لیکن امید ہے قارئین میں عنوان کے تحت اور معلومات
حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو گیا ہوگا۔ علماء اخلاق تاکید کرتے
ہیں کہ حضرت سے قریب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ
ہر روز حضرت کی زیارتوں میں سے ایک زیارت ضرور
پڑھیں۔ صحیح اٹھتے ہی حضرت کی خدمت میں سلام عرض
کریں۔ مستحب اعمال حضرت کی نیابت میں بجالائیں۔ اور
او صاف کو جانتے ہوئے حضرت سے رابطہ کو اور مضبوط کریں
اور رابطہ کرنا کسی دن بھی ترک نہ کریں کہ سب سے زیادہ
قریب سب سے جلدی سننے والے، سب سے زیادہ محبت
کرنے والے۔ خداوند عالم کے معین کردہ اُس کی مخلوق کے
لئے جھٹت اور اسی کی دی ہوئی قوت و طاقت سے تمام مسائل
کو بحالت احسن حل کرنے والا حضرت امام زمانہ علیہ السلام اور ان
کے آباء و اجداد سے بہتر کوئی نہیں۔ خداوند عالم ان کے ظہور
میں جلدی کرے اور ہمیں ان اوصاف کے ساتھ حضرت کے
ساتھ مل کر ان کی جگہ ماجده اور اجداد علیہ السلام کا بدله لینے کی
 توفیق عنایت کرے۔

صالح میرے فرزندوں میں سے ہے..... مراد خلف سے
جانشین ہے اور تمام علوم اور صفات و حالات اور خصائص
انبیاء و اوصیاء سے متصف ہیں۔ اور مواریث اللہ یہ جو ایک
دوسرے سے ورثہ میں پاتے ہیں۔ اور تبرکات نبویہ تمام ان
جناب کے پاس جمع ہیں۔ اور وہ جناب خلیفہ جمیع انبیاء ہیں۔
(ج) چونکہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کوئی فرزند
نہیں رکھتے تھے۔ بس لوگ کہتے تھے کہ اب جانشینی کا سلسلہ
ختم ہوا۔ لیکن ایک جماعت اسی اعتقاد پر باقی رہی۔ بس
حضرت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے جماعت شیعہ آپس
میں بشارت دیتے تھے کہ خلف اور جانشین ظاہر ہوا۔ اُس کی
طرف اشارہ کرنے کے لئے خود آئمہ علیہ السلام نے اس لقب سے
یاد فرمایا۔

(الصراط السوی صفحہ ۳۵۵-۳۵۳)

(۱۲) غریم

غریم کے معنی طلبگار کے ہیں۔ علماء رجال نے تصریح کی
ہے کہ یہ حضرت کے القاب خاصہ میں سے ہے۔ یہ لقب
حضرت کا ازروئے تقیہ تھا کہ جب چاہتے تھے حضرت
کے ولاء حضرت کے پاس مال بھیجیں تو اس لقب سے
پکارتے تھے۔ شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے ارشاد بن محمد بن صالح
سے روایت کی ہے کہ جب میرے والد کا انتقال ہو گیا اور
کاروبار کی تمام ذمہ داری مجھ پر آگئی تو مجھے والد مرhom کے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



حضرت علی علیہ السلام نے منبر کوفہ پر اپنے خطبہ میں فرمایا:

اے اللہ! لازم ہے کہ تیری زمین تیری جحت سے خالی نہ رہے جو لوگوں کو تیرے دین کی طرف ہدایت کرے اور تیرے دین کی تعلیم دے تاکہ تیری جحت باطل نہ ہو اور تیرے اولیاء کی پیروی کرنے والے گمراہ نہ ہوں جبکہ انہیں ہدایت مل چکی ہو یہ جحت خواہ ظاہر ہو جس کی اطاعت نہ کی جا رہی ہو خواہ پوشیدہ ہو اور دشمن اس کی تاک میں ہو گرچہ عام دنوں میں لوگ شخصی طور پر ان سے واقف نہ ہوں مگر مومنین کے دل ان کی معرفت، ان کے آداب و اخلاق سے آباد ہیں اور وہ اس پر عمل بھی کر رہے ہیں۔

(کمال الدین، ج ۱، باب ۲۶، ح ۱۱)



www.almuntazar.in

خط و کتابت کا پتہ : ایسوی ایشن آف امام مہدی یونیورسٹی پوسٹ بکس نمبر - ۱۹۸۲۲، ممبئی ۵۰۰۰۵۰